



صلى الله
عليه وسلم

سيرة الرسول

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

ترجمہ

جناب خلیفہ محمد عاقل صاحب

دائرۃ الاشاعت

الطبعة الاولى ۱۳۸۱ھ

فہرست مضامین

۳۵	جن سے زفات کی نوبت آئی	۴۱	نذر عقیدت
۳۹	جن سے زفات کی نوبت نہیں آئی	۷	مختصر حالات شاہ ولی اللہ
۴۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا بیان	۱۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ
۴۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور چچا کی بیوی	۱۲	ولادت باسعادت
۴۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام	۱۳	رضاعت و طفولیت
۴۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں	۱۵	دوبارہ سفر شام
۴۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام	۱۶	حضرت خدیجہؓ سے عقد
۴۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کی ابتدا	۱۷	عطائے نبوت
۴۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد	۱۹	غزوات
۴۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرمین	۱۹	حج اور عمرے
۵۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص اجناس	۲۲	حلیہ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۵۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں اور زین	۲۳	اسمائے صفاتیہ
۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار و آلات	۲۳	حضور کے اخلاق
۵۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ	۲۴	لباس مبارک
۵۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	۲۴	خوش طبعی
۶۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیہ کا ذکر	۲۵	ادواج مطہرات کا بیان

نذرِ عقیدت

مصحف کا ایک صفحہ جہیں ہے جناب کی
تقریظ حق نے لکھی ہے اپنی کتاب کی

مصنفین کا دستور ہے کہ اپنی تصنیف کو کسی
اپنے بزرگ کے نام پر نامزد کر کے تبرک حاصل
کرتے ہیں۔ یہ ناکارہ اپنے سیاہ کئے ہوئے ان
اوراق کو بھی مربی حاکم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
مبارک پر نام زد کر کے شفاعت و نجات کا
امیدوار ہوتا ہے۔ ع

خاشاک ہیں کہ بردل دریا گذر کند

بندہ محمد عاقل سیکروی

محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اما بعد سید الاولین و الآخِرین امام الانبیاء والمرسلین محبوبِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبات، آپؐ کے اخلاق و عادات، آپؐ کی سوانحِ عمری ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان اس سے غافل رہ کر مسلمان کہلا نہ سکتا۔ نہیں ہو سکتا، اس لئے ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر زبان میں اس مبارک موضوع پر بڑی چھوٹی کتابیں لکھی گئی ہیں، اور ہنوز ماہچنناں در اول وصفِ تو مانده ایم، کا عالم ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی قطبِ عالم مجددِ وقت محدثِ الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کا رسالہ سرورِ المحزون بھی ہے جس کی پوری حقیقت اور خصوصیات کے ادراک کے لئے تو بڑے علم کی ضرورت ہے، لیکن اتنا ہر دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ دریا کو ایک کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کیا ہی مشغول و کارویاری آدمی ہو اس سے صرف ایک مجلس میں بہت آسانی سے اپنے قلب کو متور کر سکتا ہے۔ اس اختصار کے ساتھ جامعیت کا یہ حال ہے کہ تقریباً ضروری واقعہ کوئی نہیں چھوڑا گیا۔

اس کی فارسی گو مشکل نہیں مگر واقعات کچھ شرح طلب ضرور ہیں۔ اس لئے ناکارہٴ خلاق کو خیال آیا کہ اس کا مختصر ترجمہ اردو میں کر دے تاکہ عام اردو خواں مسلمان مرد و عورت، بچے اور بوڑھے اس کتاب کے ذریعہ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے ایک حد تک واقف ہو جائیں شاید اس مفت کی خدمت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح نگاروں کی فہرست میں کسی گوشہ پر اس ناکارہ کا نام بھی آجاوے، اور یہی اس کے لئے نجات کا سبب بن جاوے، حق تعالیٰ اس ترجمہ کو بھی اصل رسالہ کی طرح

مقبول و مفید بنادے۔ آمین‘

خصوصیات ترجمہ

(۱) اس ترجمہ میں اگرچہ لفظی ترجمہ کی رعایت نہیں رکھی گئی، لیکن اس کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے مضمون میں کوئی کمی بیشی نہ ہو اور یہ امانت بخشنہ تمام مسلمانوں تک ان کی زبان میں پہنچ جائے (۲) جس جگہ واقعہ کے اجمال یا کسی اور سبب سے غلط فہمی کا اندیشہ تھا وہاں حاشیہ پر اس کی توضیح کر دی گئی ہے (۳) مشکل لغات اور مقامات وغیرہ کے ناموں کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔

جو حضرات اس ترجمہ سے فائدہ حاصل کریں وہ میرے استاد مولانا محمد نبین صاحب ”سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور اس ناکارہ کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔“

محمد عاقل

سابق مدرس فارسی دارالعلوم دیوبند

مختصر سوانح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

آفتاب رشد و ہدایت حضرت شاہ ولی اللہ ابن مولائی شیخ عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیم عربی النسل قریشی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی پندرہویں پشت کے دادا شیخ شمس الدین مفتی رحمۃ اللہ مقام رہنک میں جو اس وقت معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا مقیم ہوئے۔ اور آپ کی چند نسلیں اسی منصب قضا پر وہیں گزریں، آپ کی ساتویں پشت شیخ محمود نے منصب قضا سے کنارہ کش ہو کر ملازمت شاہی اختیار فرمائی اور پھر آبائی سلسلہ ہو گیا اخیر میں شیخ وجیہ الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ملازم فوج شاہی تھے اور غالباً ”سلسلہ ملازمت کی وجہ ہی سے دہلی قیام گاہ بنا، غرض حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ جناب مخدومی شیخ صاحب کی دختر نیک اختر کے بطن مبارک سے ۴ شوال ۱۱۴۲ھ یوم چہار شنبہ بدھ طلوع آفتاب کے وقت اپنے نخیای قصبہ بھلت (محلہ منقرہ جس کو ندوے اور عرفاً پور سریں سے لرنے کے بعد پانچویں سال قرآن مجید پڑھنے کے لئے آپ کو کتب میں بٹھا دیا گیا اس ہونہار فرزند نے، ساتویں سال ہی قرآن مجید ختم کر لیا اور ضروری ارکان و فرائض بھی اسی مختصر زمانہ میں ساتھ ساتھ سیکھ لئے، ابھی ساتواں سال بھی ختم نہیں ہوا تھا کہ فارسی کی کتابیں شروع کرادی گئیں، ایک ہی سال میں فارسی درسی کتب سے فراغت حاصل کر کے عربی صرف و نحو کے مسائل میں مشغول ہو گئے۔ اور جب (۱۰) دسویں سال میں قدم رکھا تو اس وقت آپ شرح ملا جامی پڑھتے تھے۔ مختصر یہ کہ تیرہ سال کی عمر میں یہ باکمال علم کی معراج کمال پر پہنچ گیا، اور قلیل مدت اور چھوٹی سی عمر میں وہ کمال اور ملکہ پیدا کیا کہ آپ کا شمار اہل کمال کے زمرہ میں ہونے لگا۔

چودھواں سال شروع ہی تھا کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی^{۱۲} کر دی اور اسی سال دستارِ فضیلت آپ کے فرقِ مبارک پر رکھ کر درسِ عالم کی اجازت فرمادی، آپ نے اجازت و سند حاصل کرنے کے بعد بغیر امداد استاد کتبِ بنی شروع کر دی اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ رات دن مطالعہ میں مشغول رہتے اور بقدر ضرورت کھاپی لیا کرتے، سترہویں سال کی ابتدا ہی تھی کہ والد ماجد کا وصال ہو گیا، ان کے انتقال کے بعد آپ نے کتب و مثنویہ و عقیدہ کا درس دینا شروع کیا اور ہر علم میں شہرہٴ آفاق اور علما و عملاً مسلم الثبوت استاد مان لئے گئے، بڑے بڑے ماہرینِ فن آپ کی شاگردی کو مایہٴ فخر سمجھنے لگے مدرسہ رحیمیہ میں جس کی بنیاد آپ کے والد ماجد ڈال گئے تھے پورے بارہ برس کامل انہماک کے ساتھ درس و تدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۱۴۲ھ میں زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور کامل ایک سال مجاورتِ مکہ مکرمہ سے سعادت اندوز رہے اور آرام گاہِ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت سے وہ فیوض اور برکات حاصل کئے کہ ع

دلِ اوداندو اوداندو اند دلِ او

ان واقعات کی تکمیل کے بعد عرب کے بڑے علماء اور صلحاء شیخ ابو طاہر قدس سرہ شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن سلمان اور شیخ احمد شادوی و شیخ احمد قشاشی و سید عبدالرحمن ادریسی مشہور بہ محبوب و شیخ شمس الدین محمد بن علاء یاملی و شیخ

۱۲ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب کی شادی مولانا شاہ عبدالحی بڑھانوی کے خاندان میں ہوئی اور وہاں پر آپ کے چھوٹے صاحبزادے محمد حنی کا حرار بھی ہے، نیز پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند سال قصبہ بڑھانہ میں درس حدیث بھی دیا ہے۔ ۱۲-

عیسیٰ جعفری مغربی و شیخ ابراہیم کردی - وغیرہ وغیرہ سے سند ات حدیث اور خرقہ صوفیہ حاصل فرمائے اور ۱۱۴۲ھ میں مکرر ارکان حج ادا فرما کر ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوف سلمیٰ طرف رجعت فرمائی اور ۴۱۲ھ رجب روز جمعہ رونق افروز دہلی ہوئے اور اپنے سابقہ مشغلہ تدریس میں مشغول ہو گئے - غرض یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا علوم متداولہ میں وہ پایہ ہے جس کا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہے، اور فنون عقلیہ میں وہ دستگاہ حاصل تھی کہ دوسروں کو اس کا عشر عشر بھی نصیب نہ تھا اور فن حدیث میں تو مقتدائے عصر اور مجتہد زمانہ شمار کئے جاتے تھے، آپ کے علم و عمل کا شرہ ہندوستان سے لے کر عرب و عجم تک آپ کی ہر دلعزیزی کا سبب بنا ہوا تھا۔ آپ کی درسگاہ علم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفیہ فقہ کا سرچشمہ تھا۔

مختصر یہ ہے کہ آپ ہی کی وہ ذات والاصفات ہے جس کے سبب سے ہندوستان میں علم کے دریائے جاری ہو کر تمام ملکوں کو سیراب کیا اور کر رہا ہے آپ نے فارسی اور عربی زبانوں میں مختلف فنون کی کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنی نظیر آپ ہیں، اکیاون (۵۱) کتابوں کی فہرست مؤلف حیات ولی نے شمار کرائی ہے۔

جس طرح آپ علم ظاہری میں مجتہد وقت اور فخر عصر تسلیم کر لئے گئے تھے اسی طرح علم باطنیہ میں بھی آپ کا مرتبہ بے حد بلند تھا، چنانچہ آپ کے والد ماجد نے جہاں سترہویں سال درس و تدریس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کی استعداد باطنیہ کو دیکھ کر بیعت ارشاد کی اجازت بھی عطا فرمادی تھی، جس

۱۔ روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبۃ محلّ ضلع مظفر نگر جو آپ کی نخیال تھی، عرصہ تک مقیم رہے اور اسی کو اصل وطن قرار دیا ۱۲۔

طرح آپ نے کالمین فن سے تحصیل کمال کیا تھا، اسی طرح آپ نے صوفیائے کرام کے خاص خاص کالمین کو چن کر ان کی صحبت میں عرفان کے اعلیٰ مدارج بھی طے کر لئے تھے، اور منجملہ ان کے جب شیخ ابوطاہر ہمدانی نے روایت حدیث سے معزز فرمایا تو آپ کو اپنے خرقہ مبارک سے بھی زینت دی جو تمام صوفیوں کے خرقوں کا حاوی اور جامع تھا، آپ 'مُطَرِّقِ اربعہ یعنی نقشبندیہ' قادریہ، چشتیہ، سرور دیہ کے ساتھ مساوی نسبت رکھتے تھے، ۱۱۷۶ھ میں تریٹھ ویس سال چند روز معمولی بیمار رہ کر عازم سفر آخرت ہوئے، اور پرانی دہلی میں جو ہندیوں کے نام سے مشہور ہے جس جگہ آپ کا مدفن ہے، اس کی داہنی طرف آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف فرزند رشید حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، آپ نے چار فرزند مشہور اور نامور چھوڑے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت شاہ رفیع الدین، حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہم۔

بسم الله الرحمن الرحيم

شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا جو عطا کے دروازوں کا کھولنے والا اور سچائی کے خلعتوں کا بخشنے والا ہے، اور درود اور سلام پیغامبر عالی مقام جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو متلاشیانِ راہ ہدایت کے لئے ہادی اعظم اور حدِ فرمان سے گذرنے والوں پر خدائی حجت ہیں، اور درود و سلام آنحضرتؐ کی آلِ مکرم اور اصحابِ محترم رضی اللہ عنہم اجمعین پر جنہوں نے باقیامت سنت کو زندہ فرمایا ہے۔

وجہ تصنیف فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی (اللہ تعالیٰ ان دونوں کا دنیا اور آخرت میں کفیل ہو) عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباءؑ اور بزرگ عقلاء نے (توفیق دے اللہ ان کو اپنے پسندیدہ کاموں کی اور ان سے راضی ہو اور بنادے ان کا ٹھکانا درجاتِ عالیہ میں) نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون مؤلفہ علامہ زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتہر بمسید الناس قدس سرہ کے ترجمہ کی خواہش ظاہر کی، تعیل کے سوا چارہ نہ دیکھا۔

بعض مواقع میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کسی ضعیف روایت کو اختیار کر لیا تھا، یا اسی قسم کے دوسرے اسباب کی وجہ سے کچھ تغیر و تبدل کرنا پڑا، اللہ میری اور ان کی طرف سے اس کو قبول فرمائے، اور اپنی ذات کریم کے لئے اس کو خالص بنادے، اس لئے کہ وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا اور مہربان اور رحیم ہے۔ اور میں نے اس کا نام سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون رکھا ہے، (اور احقر مترجم نے اس کا نام طباعت اول میں ظہور المحزون رکھا تھا جو بوجہ تفہیم عوام ”سیرت الرسولؐ“ کر دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے:

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن حزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، یہاں تک کہ نسب تکمیل تک پہنچتا ہے اور اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت سے اختلافات ہیں۔

اور والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔

ولادت باسعادت: جس سال واقعہ اصحاب فیل پیش آیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں دو شنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے، البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے، بعض نے دوسری اور بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے، نیز اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

اصحاب فیل کا واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم بادشاہ حبشہ نے اپنے میاں ایک نقلی کعبہ صنعا (یمن) میں بنایا تھا اسکی عظمت بڑھانے کیلئے بیت اللہ کو منہدم کرنے کے واسطے اپنی بی بی فوج اور بہت سے ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا اللہ تعالیٰ نے اسکی فوج کو چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ ٹکڑیوں سے ہلاک کرا دیا ۱۲

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ حضرتؐ کی ولادت کے بعد آسمان سے ایک سفید بادل اتر آیا اور اس بادل نے آنحضرتؐ کو اٹھالیا اور میری آنکھوں سے غائب ہو گئے اور میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ انکو مشرق و مغرب کی تمام حدود میں پھیراؤ تاکہ سب انکو مع صفات کے پہچان لیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ ولادت میں کسرئی کے محل میں ایسا زلزلہ آیا، کہ اس کی آواز تک سنائی دی، اور چودہ کنکرے محل کسرئی کے گر پڑے، اور آتش کدہ فارس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی۔ اور چشمہ ساوہ خشک ہو گیا،

رضاعت و طفولیت: اور حلیمہ بنت ابی ذؤیب نے حضورؐ کو دودھ پلایا اور حضرت حلیمہؓ کے پاس رہنے کے زمانے میں (دو فرشتوں) نے حضورؐ کا سینہ اقدس شق کر کے نصیب شیطان جدا کر کے دانش ایمان سے لبریز کیا اور ثوبیہ کنیز ابولسب نے بھی حضورؐ کو دودھ پلایا،

ف ہر انسان میں خلقتاً دو مادے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک کے ذریعہ ملکوتی آثار قبول کرتا ہے اور دوسرے سے شیطانی اثرات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے وہ مادہ جدا کر دیا گیا جو شیطانی اثرات قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

ساوہ عراق عجم میں ایک شر کا نام ہے اس میں ایک نہر تھی جس میں آتش پرست ولادت کے وقت اپنے بچوں کو نہلایا کرتے تھے ۱۲۔ قرۃ العیون صفحہ ۴۲ جلد اول،
 عہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سب سے پہلے تین یوم والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا اور پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ثویبہؓ نے قبل از حلیمہ پھر حضرت حلیمہ اپنے ہمراہ لے گئیں، آپ ایک داہنی پستان سے دودھ نوش فرماتے اور بائیں پستان اپنے رضاعی بھائی عبداللہ ابن النخث فرزند حضرت حلیمہ کے لئے چھوڑ دیتے اور حضرت حلیمہ کی صاحبزادی شیماء، آپ کو کھلایا بھلایا کرتی تھیں (قرۃ العیون) صفحہ ۵۲، ۵۳ جلد اول،
 عہ شق سینہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایام رضاعت کے بعد حضرت حلیمہ حضورؐ کو والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچا آئیں، مگر آپ کی خیر و برکت کی وجہ سے وہاں لے آئیں، دوبارہ تشریف آوری کے دو تین مہینہ بعد یہ واقعہ پیش آیا (قرۃ العیون صفحہ ۵۴) شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے، پہلی مرتبہ جبکہ آپ صغر سن تھے، دوسری مرتبہ جبکہ سن مبارک دس برس کا تھا، تیسری مرتبہ عطاۃ نبوت کے وقت تاکہ تحمل وحی ہو سکے، چوتھے یلثہ القدر میں (قرۃ العیون، ص ۱۱ جلد اول)

اور پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ام یمن حبشیہ نے فرمائی جن کا نام برکہ تھا اور جو آپؐ کو اپنے والد ماجد سے میراث میں ملی تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ان ہوئے تو ان کو آزاد کر دیا اور زید بن الحارثہ سے نکاح کر دیا اور ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا، بعض کہتے ہیں کہ والد کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دو مہینے اور بعض لکھتے ہیں سات مہینے کی، اور بعض کہتے ہیں دو سال چار مہینے کی تھی،

اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اس وقت حضورؐ کی عمر بعض کے نزدیک چھ سال کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش آنحضرتؐ کے جد امجد عبدالمطلبؑ نے فرمائی اور جس وقت عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس یوم کی ہوئی آپؐ کے دادا عبدالمطلبؑ نے بھی وفات پائی، اور اب آنحضرتؐ کی پرورش کے کفیل ابوطالبؑ ہوئے،

اور جب عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی، اپنے عم محترم ابوطالبؑ کے ہمراہ ملک شام کا سفر کیا، جب شہر بصریٰ میں پہنچے، بحیراراہبؑ

لے آپ کے دادا بید آپ سے شفقت فرماتے تھے، آپ جب چاہے لنگے پاس چلے جاتے اور ان کی مسند پر جا بیٹھتے جس پر وہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے ۱۲ قرۃ العیون صفحہ ۵۶ جلد اول،

عہ ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں، آپ کے کفیل پرورش ہونے کے بعد بغیر آپ کے کھانا نہ کھاتے تھے، اور چونکہ عیالدار تھے اور محتول بھی نہ تھے، جب بھی آپ دسرخوان پر نہ ہوتے سیر نہ ہوتے اور آپ کی برکت سے سیراب ہو جاتے تھے ۱۲ قرۃ العیون ص ۵۵۷

عہ راہب آتش پرستوں یا نصاریٰ کے پیشوا کو کہتے ہیں،

نے بعض علامتوں سے حضورؐ کو پہچان لیا، تو حضورؐ کے سامنے حاضر ہوا اور دست اقدس پکڑ کر کہا کہ یہ رسول رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ ان کو مرتبہ نبوت عطا فرمائے گا، تاکہ آپؐ اہل عالم کے لئے رحمت ہوں، اور جس وقت آپؐ یہاں تشریف لائے تمام شجر و حجر آپؐ کے لئے سرسجود ہو گئے، اور شجر و حجر سوائے پیغمبر کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے (اس سے پہچانا گیا کہ آپؐ رسول ہیں) نیز میں اپنی کتابوں میں ان کی صفات پاتا ہوں،

ف، یہ سجدہ ایک معنوی سجدہ تھا، جو انسانی سجدہ سے بالکل جدا ہے، علاوہ انہیں شجر و حجر ذی العقول اور مکلف نہیں، ان کے سرسجود ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کے لئے بھی سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہو، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے اپنے آپؐ کو سجدہ کرنے سے قطعی ممانعت فرمادی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بحیرانے ابوطالب سے کہا کہ اگر حضورؐ کو آپؐ ملک شام میں لے جائیں گے تو یہود آپؐ کو شہید کر دیں گے، لہذا ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ واپس فرمادیا،

(مندی یک مستقول خاتون)

دوبارہ سفر شام: کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت خدیجہؓ کا مال فروخت فرمانے کے لئے ان کے غلام میرہ کو ہمراہ لے کر دوبارہ

لے آپ کے دادا بجد آپ سے شفقت فرماتے تھے، آپ جب چاچے کے پاس چلے جاتے اور ان کی مسند پر جا بیٹھتے جس پر وہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے ۱۲ قرۃ العین صفحہ ۵۶ جلد اول

ملک شام تشریف لے گئے اور اس وقت حضرت خدیجہؓ حضورؐ کے عقد میں نہ آئی تھیں،

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل شام ہوئے تو ایک راہبؑ کے حجرے کے قریب ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے، اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کبھی کوئی قیام پذیر نہیں ہوا،

میسرہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت جب کہ گرمی بشتت ہوتی تھی تو دو فرشتے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرتے تھے۔

عقد خدیجہؓ: اس سفر سے واپسی پر جبکہ سن شریف پچیس سال دوماہ دس روز کا تھا، حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ سے عقد فرمایا، اس میں اس کے علاوہ بھی روایت ہے، اور پینتیس سال کی عمر میں تعمیر کعبہؑ میں شرکت فرمائی اور دست اقدس سے حجر اسود رکھا،

۱۱۔ اس راہب کا نام قسطورا تھا ۱۲۔ ۱۱۔ وجہ عقد یہ ہوئی کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو دوپہر کا وقت تھا اور حضرت خدیجہؓ چند عورتوں کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھی ہوئی تھیں، دو (۲) پرندوں کو (جو دو فرشتے تھے) حضورؐ کے فرق مبارک پر سایہ کئے ہوئے تھے دیکھا، میسرہ سے دریافت کیا تو اس نے جس قدر حالات سفر میں مشاہدہ کئے تھے بیان کئے، خدیجہؓ کو حضورؐ سے عقد کر ٹکی خواہش ہوئی اور اُمیہ بنت نفیہ کو آپ کی خدمت میں پیغام دے کر بھیجا آپ راضی ہو گئے، دوسری روایت یہ ہے کہ خود حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیغام دیا تھا ۱۲۔ قرۃ العیون صفحہ ۶۱ جلد اول ۱۳۔ یہ تعمیر کعبہ آٹھویں مرتبہ تھی سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے تیسری مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے اور چوتھی مرتبہ حضرت خلیل اللہ نے اور پانچویں مرتبہ علقمہ نے چھٹی مرتبہ جبرہم نے ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے آٹھویں مرتبہ قریش نے سرور کائنات علیہ السلام، قرۃ العیون ص ۶۲ جلد اول

عطائے نبوتؐ

اور جس وقت عمر شریف چالیس سال ایک روز کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے (فرماں برداروں کو) خوش خبری اور (نافرمانوں کو) ڈرانے کی صفات کے ساتھ منصب نبوت عطا فرمایا،

ف، عام قانون قدرت یہی ہے کہ نبوت چالیس سال کے بعد عطا کی جاتی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال ہی کی عمر میں نبوت عطا ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری طور پر منصب نبوت اس عمر میں عطا ہوا، اگرچہ حقیقتہً یہ عمدہ جلیلہ آپؐ کو حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پیشتر مل چکا تھا، جس کا تذکرہ معتبر احادیث میں ہے۔ (آپؐ غار حراء میں جا کر کئی دن تہہٴ زمیں پر بیٹھے رہے، پہلی وحی نازل ہوئی)

اور غار حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر فرمایا اقرأ یعنی پڑھئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو پلٹا لیا، جس سے مجھ کو تکلیف ہونے لگی، پس مجھ کو چھوڑ دیا، اور پھر دوبارہ کہا اقرأ میں نے پھر کہا کہ میں خواندہ نہیں ہوں، پھر مجھ کو پلٹا لیا، اور تیسری مرتبہ کہا اقرأ باسمِ تامالم یعلم، اور یہی ابتدائے نبوت تھی،

اور معضوں کے نزدیک یہ واقعہ آٹھویں ربیع الاول بروز دو شنبہ پیش آیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام خداوندی کا اعلان بجاگ دہل فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی خیر خواہی حد درجہ فرماتے تھے، لیکن اہل

مکہ اپنی نادانیوں کی وجہ سے ایذا میں پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ ایک پہاڑ کی گھاٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اہل بیت کے محصور کر دیا گیا، اور تین سال سے کچھ کم اس محاصرہ میں رہے، اور جس وقت اس محاصرہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت عمر شریف انچاس سال کی تھی۔

اس محاصرہ سے باہر آنے کے آٹھ مہینے اکیس یوم بعد جناب ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور ان کے تین یوم بعد حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی۔

اور جس وقت سن مبارک پچاس سال تین ماہ پر پہنچا، نصیبینؓ کے جن خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے، اور جس وقت عمر مبارک اکیاون سال نو مہینے کی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے معراج سے مشرف فرمایا، زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اول بیت المقدس تشریف لے گئے، اور وہاں سے براق میں سوار ہو کر آسمانوں پر جلوہ فگن ہوئے، اور وہیں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

اور جب کہ عمر شریف تریپن سال کی ہوئی، آٹھویں ربیع الاول یوم دو شنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دو شنبہؓ کے دن داخل مدینہ ہوئے، اور وہاں دس سال قیام فرمانے کے بعد وفات پائی،

۱؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں رفیقوں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا اور اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال فرمایا ۱۲؎ نصیبینؓ ایک شہر کا نام ہے اور ان جنوں کی تعداد نو یا سات تھی جن میں سے پانچ کے نام یہ ہیں :- ۱؎ فثی، ۲؎ ثاشی، ۳؎ ماضر، ۴؎ حقب، ۵؎ قرۃ العیون حصہ اول جلد اول ص ۶۲

۱؎ یعنی اس سفر کی ابتداء جیسے روز دو شنبہ ہوئی تھی درمیان کئی ہفتے گزار کر اختتام سفر بھی اسی روز مبارک میں واقع ہوا ۱۲؎

تاریخ ہائے مذکورہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

غزوات

اس مدت میں کل پچیس یا ستائیس غزوے ہیں، جن میں سے غزوہ بدر، احد، خندق، قرینہ، بنی مصطلق، خیبر، طائف، سات غزووں میں جنگ کی نوبت آئی، اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ وادی القرئی، غابہ، بنی نضیر میں جنگ واقع ہوئی، اور پچاس بعوث کی نوبت آئی، اور بعث^۱ اس مہم کو کہتے ہیں کہ حضورؐ نے کسی جانب لشکر بھیج دیا ہو اور خود بہ نفس نفیس اس میں شرکت نہ فرمائی۔

حج اور عمرے

حجۃ الوداع کے لئے دولت کدہ سے بروز دو شنبہ روانگی ہوئی، سنگھا کیا تیل لگایا، اور خوشبو جسم اقدس پر ملی، اور ذوالحجۃ^۲ میں قیام فرمایا، اور رات گزاری اور ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار کی جانب سے پیام آیا ہے، کہ اس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہ عمرۃ فی حجة جس کے معنی یہ ہیں کہ حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرو۔ اور علم فقہ کی اصطلاح میں اس کو قرآن کہتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا احرام باندھا، اور اتوار کے دن صبح کے وقت کوہ کذا کی جانب سے داخل مکہ معظمہ ہوئے، اور طواف قدوم فرمایا،

^۱ بعوث کو سریہ بھی کہتے ہیں ۲
^۲ مدینہ طیبہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔

ف‘ طواف قدوم وہ طواف ہے جو حجاج مکہ میں داخل ہونے کے وقت کرتے ہیں‘ اور یہ طواف واجب ہے۔

اور اس طواف میں آنحضرتؐ تین مرتبہ دوڑ کر اور چار مرتبہ آہستہ آہستہ چلے‘ اور اس کے بعد صفا (پہاڑی) کی جانب باہر تشریف لائے اور سوار ہو کر وسط وادیؑ میں دوڑے‘

اور جو لوگ اپنے ہمراہ قربانی نہیں لائے ان کو حکم فرمایا کہ وہ حج کی نیت فسخ کر دیں‘ اور عمرے کو تمام کریں‘ اور کبکھوہ جھون کی بلندی کی جانب سے نزول فرمایا‘ اور آٹھویں ذی الحجہ کو (جس کو یوم ترویہ کہتے ہیں) منیٰ میں تشریف لے گئے‘ اور وہاں ظہر اور عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں‘ اور رات بھی وہیں گزاری‘ اور نماز صبح ادا کرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے پر عرفات کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے وادی نمرہ میں جو کہ وادی عرفات میں واقع ہے خیمہ قائم کر دیا گیا‘ اس خیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور دوپہر کے بعد خطبہ ادا فرمایا‘ اور نماز ظہر اور عصر ایک اذان اور دو اقامت سے باجماعت ادا فرمائیں۔

اس کے بعد موقف (جبل الرحمتہ) کی جانب جو کہ عرفات کے وسط میں واقع ہے‘ روانہ ہو گئے‘ اور وہاں غروب آفتاب تک دعا اور کلمہ لا الہ الا اللہ میں مشغول رہے‘ اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے اور شب کو وہیں قیام پذیر رہے‘ اور بعد نماز صبح مشعر الحرام کی جانب کوچ فرمایا‘

۱۔ یہ وادی صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہے جہاں بیچ سعی کے سات چکر کرتے ہیں اور ایک خاص مقام پر دوڑ کر پڑتے ہیں‘

اور روشنی پھیل جانے کے بعد طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کی جانب روانہ ہوئے، اور جمرۃ العقبہ میں سات کنکریاں پھینکیں، اور تینوں جمرہ پر ایام تشریق میں پیدل سات سات کنکریاں پھینکتے تھے، اور ابتدا اس جمرہ سے فرماتے تھے کہ متصل خیفؑ کے ہے۔

خیف نشیٰ زمین کو کہتے ہیں، اور یہاں سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مسجد منیٰ واقع ہے، پھر جمرہ درمیانی پر اور پھر جمرہ عقبہؑ پر، اور جمرہ اولیٰ اور ثانیہ پر دعا کو طویل فرماتے تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام منیٰ کے قیام کے پہلے ہی دن قربانی ادا فرمائی۔

اور حرم شریف میں داخل ہو کر سات مرتبہ طوافؑ فرمایا، اور وہاں سے سقایہ میں تشریف لے گئے (سقایہ وہ مقام ہے جہاں حجاج کو پانی پلانے کے لئے آب زمزم جمع کیا جاتا ہے) اور آب زمزم طلب فرما کر نوش فرمایا، اور پھر منیٰ میں لوٹ آئے، اور تشریق کے تیسرے روز کوچ فرمایا، اور مقام محصبؑ میں قیام پذیر ہوئے، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حکم فرمایا کہ مقام تنعیمؑ سے احرام باندھ کر قمیل عمرہ فرمائیں۔

بعدہ لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور طوافؑ وداع فرما کر جانب مدینہ

۱۰ اور اسی کو جمرۃ اولیٰ کہتے ہیں ۱۲

۱۱ جمرۃ عقبہ آخری جمرہ کو کہتے ہیں جو مکہ کی جانب واقع ہے ۱۲

۱۲ یہ طواف فرض تھا جس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ ۱۲

۱۳ منیٰ اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک مقام ہے ۱۲

۱۴ تنعیم حدود حرم میں ہے بیت اللہ کے قریب ترین ایک مقام کا نام ہے ۱۲

۱۵ طواف وداع کو طواف صدر بھی کہتے ہیں اور یہ وہ طواف ہے جو حجاج واپسی کے

وقت کرتے ہیں اور یہ بھی واجب ہے ۱۲

روانہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار^۱ عمرے ادا فرمائے جو ذی قعدہ کے مہینہ میں ادا ہوئے،

حلیۃ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد، سفید رنگ مائل بہ سرخی اور قدرے فراخ سینہ تھے، بال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کی لوتک دراز تھے اور سفید نہ ہوئے تھے اور کل بیس بال سر اور داڑھی میں سفید چمک دار تھے، اور روئے انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، سببلا اور معتدل جسم تھا، خاموشی کے وقت رعب اور جلال برستا تھا، اور گویائی کے وقت لطف اور لطافت نکلتی تھی، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھتا پیکر حسن و جمال سمجھتا اور جو قریب سے دیکھتا ملاحیت اور شیرینی محسوس کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہس گفتار، کشادہ پیشانی، دراز و باریک ابرو غیر پیوستہ اور بلند بینی، نرم رخسار، کشادہ دہن تھے، اور دندان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چمک دار و کشادہ تھے، اور دونوں شانوں کے درمیان مہربوت تھی۔

ف، مہربوت دونوں شانوں کے درمیان کچھ گوشت مبارک ابھرا ہوا تھا،

^۱ عمرہ مثل حج کے ایک عبادت ہے، جو احرام باندھ کر ادا کیا جاتا ہے۔ فرق انا ہے کہ حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں اور حج کیلئے ایام مہین ہیں اور عمرہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے عمرہ میں صرف طواف و سعی ہوتے ہیں باقی ارکان حج نہیں ہوتے ۱۲۔

جس کے چاروں طرف تل تھے، اور جسم کی رنگت سے کسی قدر زیادہ سرخی لئے ہوئے تھا، (اور یہ مہر حضور کے خاتم النبیین ہونیکلی علامت تھی۔)

ایک مداح کا بیان ہے کہ مثل حضورؐ کے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔

اسمائے صفاتیہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا نام محمد اور احمد اور ماجی ہے، یعنی میرے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کو نابود کر دے گا، اور میرا نام حاشر ہے، کہ تمام سے پہلے محشور کیا جاؤں گا، یعنی قبر سے اٹھایا جاؤں گا، اور عاقب ہے، یعنی کوئی نبی میرے بعد نہ ہو گا، اور ایک دوسری روایت میں مقفیؑ اور نبی التوبہ اور نبی الرحمتہ، نبی الملحمہؑ اسماء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکور ہوئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو بشیر و نذیر اور رؤف و رحیم و رحمتہ للعالمین اور محمد و احمد و طہ و یٰسین و مزمل و مدثر و عبد، آیت سبحان الذی اسرای بعبدہ لیلا اور عبد اللہ، آیت (انہ لعاقام عبد اللہ یدعوہ) میں اور منذر، آیت انما انت منذر) میں اسماء سے ملقب فرمایا ہے، اور علما نے کچھ اور بھی اسماء مبارک ذکر فرمائے ہیں، اور تمام اسمائے مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے صفاتیہؑ ہیں۔

حضورؐ کے اخلاق: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا گیا، فرمایا کہ حضورؐ کا خلق قرآن

۱۲ مقفی کے وہی معنی ہیں جو عاقب کے ہیں ۱۲

۱۳ نبی الملحمہ جہاد والے نبی ۱۲

۱۴ یہ تمام اسمائے مبارکہ دلائل الخیرات میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

مجید ہے۔ حضورؐ کی ناراضگی اور خوشنودی قرآن کے موافق ^۱ تھی،

اپنی وجہ سے کسی پر ناراضگی نہ ہوتی تھی، اور نہ بدلہ لیتے تھے، لیکن جب کہ حقوق خداوندی ضائع کئے جاتے تو محض خدا کے لئے انتقام لیتے تھے،

اور جب حضورؐ غصہ فرماتے تھے کوئی شخص غصہ کی تاب نہیں لاسکتا تھا اور ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع اور سب میں زیادہ سختی تھی۔ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آپؐ سے سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے رد فرمادیا ہو، اور رات کے وقت حضورؐ کے خانہ مبارک میں کوئی درہم اور دینار باقی نہیں رہتا تھا اور اگر کبھی کچھ باقی رہ جاتا تھا اور مستحق نہیں آتا تھا تو خانہ اقدس میں داخل نہ ہوتے تھے، جب تک مستحقین کو نہ پہنچا دیتے تھے۔

اور عطیہ الہی یعنی بیت المال سے اہل بیت کے لئے ارزاں ترین اجناس مانند خرما و جو وغیرہ کے ایک سال کے خرچ سے زیادہ کبھی قبول نہیں فرمایا، اور اس میں سے اس قدر ایثار فرماتے تھے کہ سال ختم ہونے سے پیشتر بعض اوقات نادار ہو جاتے تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بات کہنے میں تمام انسانوں سے راست گو یعنی سچے اور سب سے زیادہ پابند وفا، اور خصلتوں میں سب سے زیادہ نرم اور محبت میں بہترین اور انتہائی بردبار اور کنواری پردہ دار لڑکی سے زیادہ باحیا تھے، اور نیچی نظریں رکھتے تھے، اور زیادہ تر گوشہ چشم سے اشخاص پر نظر ڈالتے تھے، اور نہایت متواضع تھے، اور ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ، آزاد و غلام کی دعوت قبول فرمالیتے تھے اور مخلوق کے لئے سب سے زیادہ شفیق۔

^۱ یعنی قرآن مجید میں جن لوگوں پر اظہار خوشی کیا گیا ہے ان سے خوش ہوتے تھے، اور جن پر ناراضگی کا اظہار ہے ان سے ناخوش ^{۱۲}۔

بلی کے لئے پانی کا برتن ٹیڑھا فرمادیتے تھے، اور جب تک وہ سیراب نہ ہو جاتی برتن ٹیڑھا کئے رہتے، اور سب سے زیادہ پاک دامن تھے، اور شہوات و لذات نفس نفیس پر غالب نہ تھیں۔

اور اپنے دوستوں کی سب سے زیادہ عزت فرماتے تھے، اور اصحابؓ کے درمیان پائے مبارک کو دراز نہیں فرماتے تھے، جس مجلس میں اثر دہام ہو جاتا تو حضورؐ بھی دوسروں کی طرح تنگ زانو ہر کر بیٹھتے، اور اصحاب اور ذات اقدس میں کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا، جو شخص حضورؐ کو دور سے دیکھتا، رعب اور دبدبہ محسوس کرتا، اور جو صحبت حاصل کرتا مخزن انس پاتا، اصحاب کرام ہمیشہ حضورؐ کی صحبت میں جمع رہتے تھے،

اور جب کہ حضورؐ کچھ ارشاد فرماتے اس کے سننے کے لئے سراپا گوش ہو جاتے اور جب کوئی حکم صادر فرماتے ہر ایک اس کی تعمیل میں سبقت ڈھونڈتا تھا، اور جس سے ملاقات کرتے ابتداء سلام کی خود کرتے،

اور احباء سے ملاقات کے وقت زینت لباس و شانہ وغیرہ فرماتے تھے اور پریش احوال اصحاب فرماتے تھے، اور اگر کوئی بیمار ہو جاتا اس کی عیادت فرماتے تھے، اور اگر کوئی سفر میں جاتا اس کے لئے دعا فرماتے تھے، اور جو کوئی مرجاتا اس کے لئے اللہ و انا الیہ راجعون پڑھتے، اور دعاء فرماتے تھے غمگین اور آزرده اصحاب کی دلداری کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے، اور اپنے احباب کے باغوں میں تشریف لے جاتے، اور ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے، اور سرداران قوم و قبیلہ کی تسلی فرماتے، اور اہل کمال کی نہایت عزت فرماتے تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے، اور عذر خواہ کا عذر قبول فرماتے تھے۔

اور ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ راست گفتاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے برابر تھا، اور کسی شخص کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میری پشت فرشتوں کے لئے خالی رہنی چاہئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمراہی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر چل رہے ہوں پیدل نہیں چل سکتا تھا بلکہ اس کو ضرور سوار فرما دیتے تھے، اور اگر سوار نہ ہونے پر اصرار کرتا تو فرما دیتے کہ اپنی منزل کی طرف مجھ سے آگے چلے جاؤ، اور اپنے خدام کی خدمت فرماتے تھے، حتیٰ کہ اپنے غلام اور کنیزوں سے کھانے اور پینے میں امتیاز نہ رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں تقریباً دس سال رہا، خدا کی قسم سفر اور حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہت زیادہ میری خدمت فرماتے تھے، اور کبھی اس درمیان میں مجھ سے اف نہیں فرمایا، اور نہ کبھی تنگدلی اور ناخوشی کا کوئی کلمہ، اور جو کام میں نے کر لیا، اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا، کہ یہ کیوں کیا، اور جو نہیں کیا اس پر یہ کہ کیوں نہیں کیا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، ایک بکری پکانے کے لئے حکم فرمایا۔ اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرے نے کھال نکالنے اور تیرے نے پکانے کے لئے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے، اس جماعت نے عرض کیا کہ بجائے ذات شریف کے ہم لوگ اس کام کو انجام دیں گے، ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میری بجائے تم لوگ انجام دے سکتے ہو لیکن کسی امتیازی اور خصوصی شان کو میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ اپنے

لہ لکڑیاں جمع کرنا باعتبار محنت کے اہم اور باعتبار حیثیت کے ادنیٰ کام تھا ذات فداہ رومی نے اپنے لئے سب سے مشکل اور ادنیٰ کام اختیار فرمایا، صلی اللہ علیہ وسلم

بندے کی اس عادت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ شان امتیازی رکھتا ہو چنانچہ تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

دوسری روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں اونٹنی پر سوار تھے، ایک مقام پر نماز کے لئے اونٹ سے نیچے اترے اور پھر اونٹ کی جانب تشریف لے چلے، اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کہاں تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ اپنے اونٹ کے پاؤں^{۱۱} باندھنے جارہا ہوں اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس خدمت کو انجام دے لیں گے، ارشاد فرمایا کہ تمہارے میں سے کوئی شخص^{۱۲} دوسرے سے ادنیٰ مدد کی خواہش نہ رکھے، خواہ وہ ایک ٹکڑا مسواک ہی کا کیوں نہ ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ فرماتے تھے۔

اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے جس موقع پر جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے، صدر مجلس^{۱۳} کا قصد نہ فرماتے اور مسلمانوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم نشینوں کے ساتھ ہر ایک کے درجہ کے موافق توجہ مبذول فرماتے تھے، کوئی دوسرے کو یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ حضورؐ کے نزدیک زیادہ معروف ہے، یعنی ہر ایک کے ساتھ اس بشاشت سے پیش آتے تھے کہ ہر کس و ناکس اپنا زیادہ مہربان خیال کرتا تھا۔

^{۱۱} قاعدہ ہے کہ اونٹ سوار جب کہیں اترتا ہے تو اونٹ کے گلنے باندھ دیتا ہے تاکہ وہ کہیں جانے سکے ^{۱۲}
^{۱۳} یہ تعلیم تھی، تاکہ لوگ اپنی راحت کے لئے دوسرے کی اذیت کا سبب نہ بنیں۔
^{۱۴} ہم سبھی عزت والے سردار کو نبیؐ کی عادت سے درس عبرت حاصل کریں صلی اللہ علیہ وسلم ^{۱۲}

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا جس وقت تک وہ خود اٹھ کر نہ چلا جاتا آپؐ اس کے پاس سے تشریف نہ لے جاتے، اور اگر اتفاقاً کوئی ضرورت پیش آجاتی تو صاحب مجلس کی اجازت سے تشریف لے جاتے۔ اور کسی کے سامنے کوئی ایسی بات نہ فرماتے تھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور کسی شخص کی بے ادبی اور بد خوئی کا جواب بے ادبی اور بد خوئی سے نہ دیتے تھے، بلکہ درگزر فرماتے تھے، بیمار پر سی فرماتے تھے، اور ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے تھے اور کسی فقیر کو اس کے افلاس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے، اور نعمت خداوندی کو خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو قدر کی نظر سے دیکھتے تھے اور اس کو کسی حیثیت سے بُرا نہ فرماتے تھے، اور کسی کھانے کا عیبؑ نہ نکالتے تھے، اگر مرغوب طبع ہوتا تناول فرمالیتے ورنہ دست کش ہو جاتے۔

ہمایوں کی دنگیری فرماتے، اور مہمانوں کی بے حد مکریم کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ہنس کھ اور خندہ پیشانی تھے، اور کوئی وقت حضورؐ کا عبادت خداوندی یا حاجت ضروریہ کے سوا ہر گز نہیں ہوتا تھا،

اور اگر کسی دو کاموں میں حضورؐ کو اختیار دیدیا جاتا تو آپؐ سہل ترین عمل کو اختیار فرماتے تھے لیکن اگر سہل میں قطع رحم ہوتا تو اس سے عمدہ طریقہ پر احتراز فرمالیتے، 'پاپوش مبارک خود اپنے دست اقدس سے سی لیا کرتے اور اپنے

۱؎ کھانوں کا عیب ثواب نکالنے والے فداہِ روحی کے اسوۂ حسنہ ملاحظہ کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۲؎ یعنی بیکار اوقات کو ضائع نہ فرماتے، صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

کپڑوں میں پیوند بھی خود ہی لگالیا کرتے تھے^{۱۰}۔

اور آپؐ نے گھوڑے اور خچر اور دراز گوش پر سواری فرمائی ہے، اپنے غلاموں یا کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ سوار فرمالیتے تھے، آستین مبارک یا چادر مبارک سے اپنے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرمادیا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک فالی سے خوش ہوتے، اور بد فالی کو ناپسند فرماتے تھے، نیک فالی سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کام کرنے پر آمادہ ہو کوئی کلمہ خیر اس کے کان میں پہنچے، مثلاً کوئی کہے اے راہ راست پر چلنے والے، اے سلامت رہنے والے، اور اس کے سننے سے خوش ہو، اور فال بد یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کے وقت کوئی آواز نامناسب سنی جائے، مثلاً حیوانات کا دائیں یا بائیں جانب سے گذرنا، یا کوئے کا بولنا وغیرہ۔ تو اسے برا سمجھے

جب کوئی شے مرغوب طبع پاتے الحمد للہ رب العالمین فرماتے اور جب ناپسندیدہ پیش آتی، الحمد للہ علی کل حال،^{۱۱} ارشاد فرماتے،

اور جب کھانا تناول فرمانے کے بعد کھانا سامنے سے اٹھایا جاتا تو الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وارواانا وجعلنا المسلمین^{۱۲} فرماتے تھے،

اور اکثر قبلہ رو بیٹھتے تھے، اور ذکر بہت زیادہ اور لغو باتیں بالکل نہ کرتے تھے۔ نمازیں طویل اور خطبہ مختصر فرماتے اور ایک مجلس میں سو سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے درخواست مغفرت فرماتے تھے، نماز میں اس قدر درازی فرماتے تھے

^{۱۰} اپنی بیویوں پر ظلم و تشدد کرنے والے اسوۂ حسنہ سے سبق لیں، صلی اللہ علیہ وسلم
^{۱۱} ہر حال میں اللہ کا شکر ہے ۱۲
^{۱۲} شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور سیراب کیا اور مسلمان بنایا،

کہ سینہ مبارک سے تانبے کی دیگی کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی،

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ اور پنج شنبہ کا اکثر روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے میں تین روزے (ایام بیض یعنی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تاریخ) اور یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا بھی روزہ رکھتے تھے، اور شاید ہی ایسا ہوا ہو گا کہ آپؐ نے جمعہ کا روزہ نہ رکھا ہو، اور شعبان کے مہینے میں سوائے رمضان المبارک کے تمام مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔

سب سے بڑی خصوصیت ذات اشرف کی یہ تھی کہ جب آپؐ محو خواب ہوتے تھے تو آنکھیں حضورؐ کی بند رہتی تھیں، لیکن قلب مطہر انتظارِ وحی میں بیدار مشغول بذات خداوندی تھا اور حضورؐ کے سونے کے وقت سانس کی آواز سنائی دیتی تھی، لیکن خراثا جو ایک مکروہ آواز بعض سونے والوں سے سنائی دیتی ہے نہیں سنا گیا۔

اگر کوئی ناپسند خواب دیکھتے تو ہو ۱؎ اللہ لَا شَرِيكَ لَهُ ارشاد فرماتے، اور جس وقت سونے کے لئے قصد فرماتے تو رَبِّ ۲؎ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور جب بیدار ہوتے تو ۳؎ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے، اور ہدیہ تناول فرماتے تھے، (صدقہ یہ ہے کہ طلبِ ثواب کے لئے فقیروں کو دیا جائے اور خصوصیت اس شخص کی جس کو صدقہ دیا گیا ہے مطلوب نہ ہو اور ہدیہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی عظمت ملحوظ خاطر ہو۔)

۱؎ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔

۲؎ اے میرے پروردگار مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اس دن کہ آپ اپنے بندوں کو (بعد موت کے) زندہ کرے گے۔

۳؎ شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد موت کے اور اسی طرف اٹھنا ہے۔ ۱۲

اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر یا اس ہی جیسا اس شخص کو مرحمت فرماتے، اور کھانے کی چیزوں میں قطعاً "مکلف نہ فرماتے تھے بھوک کی شدت اور فاقہ کے وقت ضعف سے بچنے کے لئے شکم مطہر پر پتھر باندھ لیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں تو قبول نہ فرمائیں اور آخرت کو قبول فرمالیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سرکہ سے تناول فرمائی اور سرکہ کو اچھا سالن ارشاد فرمایا ہے اور کدو کو پسند فرماتے تھے، اور بکری کے دست کے گوشت کو بھی، اور ارشاد فرمایا کہ روغن زیت کھاؤ اور بدن پر ملو چونکہ وہ مبارک درخت ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگشت مبارک سے کھانا تناول فرماتے تھے اور بعد کھانے کے ان انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اور جو کی روٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک اور ترکھور اور خربوزہ کے ساتھ تناول فرمائی ہے، اور گلڑی یا کھیرا ترکھور کے ساتھ، اور کھجور کو مسکہ کے ساتھ، اور شیرینی اور شہد سے زیادہ رغبت رکھتے تھے، اور پانی بیٹھ کر تین سانس لے کر پیتے تھے اور (ہر سانس میں) پانی کے برتن کو دہن مبارک سے جدا فرماتے تھے، اور جب بچا ہوا پانی اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو عنایت فرماتے تو دائیں جانب سے ابتدا فرماتے تھے:

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اس وقت اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا کہ جس وقت کھانے کی کوئی چیز پاؤ تو اَللّٰهُمَّ

اَرْزُقْنَا خَيْرَ اَمْنَةٍ كَوَ لَيْكِن جَب دودھ پيو اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ كَمَا
چاہئے اور فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں سے سوائے دودھ کے کوئی ایسی شے
نہیں ہے جو کھانے اور پینے کے قائم مقام بن سکے،

لباس مبارک: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشینہ پہنتے تھے اور پاؤں میں
پیوند زدہ جوتے بھی استعمال کرتے تھے اور پہننے کی چیزوں میں قطعاً "تکلف
نہیں فرماتے تھے اور سب سے بہتر کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کرتا تھا۔
اور جس وقت نیا کپڑا استعمال فرماتے تھے اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا الْبَسَةِ وَ
اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ پڑھتے تھے۔

اور سبز رنگ کے کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے اور گاہے گاہے ایک چادر
سے (سوائے اس چادر مبارک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھی)
دو کونے اپنے شانوں کے درمیان باندھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔

اور دستار مبارک کا ایک سرا جس کو شملہ کہتے ہیں دونوں شانوں کے
درمیان چھوڑ کر سر مبارک پر عمامہ باندھتے تھے۔

جمعہ کے دن چادرؑ سرخ اوڑھتے تھے، معضوں نے کہا ہے کہ اس چادر پر
سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں اور داہنے ہاتھ کی کن انگلی میں چاندی کی انگوٹھی
جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا پہنتے تھے اور کبھی یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی کن انگلی

۱۱ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دیجئے اور اس کو ہمارے نصیب میں زیادہ کر دیجئے ۱۲
۱۱ اے اللہ شکر ہے تیرا جیسا کہ تو نے ہم کو یہ کپڑا پہنایا، اور میں تجھ سے طلب کرتا
ہوں اس کی بہتری کو، اور اور اس کام کی بھلائی کو جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے ۱۲
۱۱ فقہاء نے خالص سرخ کپڑے کو مرد کے لئے مکروہ لکھا ہے مگر سرخ دھاری دار کپڑا
بلاکراہت جائز ہے (شامی کتاب الکرہیہ)

میں بھی پن لیتے تھے۔ اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے، اور بدبو سے ناخوش ہوتے تھے، اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری (دنیاوی) لذت عورتوں (یعنی ازواج مطہرات) اور خوشبو میں عطا فرمائی ہے، اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مرحمت کی ہے

اور خوشبوؤں میں سے غالبہ کو جو ایک مرکب خوشبو ہوتی ہے استعمال فرماتے تھے، نیز مشک کو خالص بھی استعمال فرمایا ہے اور کافور اور عود کی دھونی دیتے تھے اور اٹھ جو کہ اعلیٰ قسم کا سرمہ ہے استعمال فرماتے تھے، اور کبھی سرمہ داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں میں دو سلائی استعمال فرماتے تھے، اور کبھی روزے کی حالت میں بھی سرمہ استعمال فرماتے تھے، اور روغن زیت کو روئے اور ریش مبارک پر بکثرت ملتے تھے اور استعمال روغن زیت ایک روز کے ناغہ سے فرماتے تھے اور سرمہ ڈالنے میں عدد طاق کی رعایت فرماتے تھے، اور دائیں جانب سے ہر کام کی ابتداء کرتے مثلاً کنگھا کرنے اور جو تپانے کے لئے، وضو کرنے بلکہ تمام کاموں میں پسند فرماتے تھے، اور آئینہ بھی دیکھتے تھے اور سفر میں چند چیزیں، تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا اور قینچی اور مسواک اور سونے دھاگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر ہمراہ رکھتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پیشتر تین مرتبہ مسواک فرماتے تھے اور بعد سونے کے تہجد کے وقت اور فجر کی نماز کے وقت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچنے بھی نہ لگوا یا کرتے تھے۔

خوش طبعی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی بھی فرماتے تھے لیکن

۱۲ یعنی تیسرے روز ۱۲
۱۲ بچے لگوانا خون نکلوانے کو کہتے ہیں

خوش طبعی میں بھی سچی بات کے سوا نہ فرماتے تھے، ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھ کو اونٹ پر سوار فرما دیجئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا، اس شخص نے کہا کہ بچہ میرا وزن برداشت نہ کر سکے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا اونٹ اونٹنی کا بچہ نہیں ہوتا۔

دوسری مرتبہ ایک عورت خدمت مبارک میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہؐ میرا شوہر بیمار ہے، اور وہ آنحضرتؐ کو بلاتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سفیدی سے پتلی کے ارد گرد کی سفیدی تھی) لیکن اس عورت نے وہ سفیدی سمجھی کہ جس کے آنکھ پر آجانے سے پینائی جاتی رہتی ہے، وہ عورت واپس گئی اور اپنے شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی، اس نے شوہر سے کہا کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیری آنکھ میں سفیدی ہے شوہر نے جواب دیا کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

ایک بوڑھی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوگی، وہ عورت روتی بیٹنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے لوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اس کو خبر دیدو کہ کوئی عورت بڑھاپے کی حالت میں داخل جنت نہ ہوگی۔ بلکہ از سر نو جوان ہو جائے گی اور جوانی کی حالت میں داخل بہشت

ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ^{۱۷} انا انشانناہن انشاء فجعلناہن ابکارا عربا اترابا ارشاد فرمایا ہے۔

اور اسی آیت کے موافق وہ حدیث ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم مومنات کو دوبارہ پیدا کر س گے (یعنی حشر میں) اور ان کو جوان لڑکیاں بنادیں گے۔

بیان ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جن سے زفاف کی نوبت آئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے عقد فرمایا جن کا تذکرہ پیشتر ہو چکا ہے۔

دوسرے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بوڑھی ہوئیں، آنحضرت صلی علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دیدیں لیکن انھوں نے فرمایا کہ میری غرض یہ ہے کہ میں آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں اور مجھ کو مرد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے، اور انھوں نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیدی:

۱۷ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے ایک خاص پیدائش کے ساتھ پس ان کو بنادیا ہے کنواریاں (پیشہ کے لئے) اور اپنے شوہروں کے لئے محبوب اور ہم عمر ۱۲

تیسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل، اور ایک قول میں ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال المکرم میں۔ آپ کو مدینہ طیبہ میں ہم بستری سے سرفراز فرمایا، اور جس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتقال سترھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کسی دوشیزہ سے عقد نہیں فرمایا تھا، اور کنیت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ام عبد اللہ ہے۔

چوتھے حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دیدی، حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حفصہ سے رجوع فرما لیجئے اس لئے کہ وہ بہت روزہ دار اور نماز گزار ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا پر عنایت بے غایت کی وجہ سے رجعت فرمائی۔

پانچویں آنحبیہؓ بنت ابی سفیان سے عقد فرمایا، وہ عقد کے وقت حبشہ میں

۱۱ حضرت حفصہ کا نکاح حضورؐ سے پہلے کنیس بن حذافہ بدری سے ہوا تھا جن کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد ماہ شعبان ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں (قرۃ العیون حصہ دوم جلد اول صفحہ ۶۷) ۱۲ حضرت آنحبیہؓ کا عقد ۷ھ میں ہوا۔ قرۃ العیون ص ۱۲۴ حصہ سوم جلد اول۔

تھیں اور ان کا مہر چار سو دینار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے ادا فرمایا، اور ان کے نکاح کے متولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دوسرے قول سے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے، ۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔

چھٹے ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، ان کا انتقال ۶۲ھ میں ہوا، اور باعتبار وفات کے ازواج مطہرات میں سب سے آخری زوجہ مطہرہ ہیں اور ایک روایت سے آخری زوجہ انتقال میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ساتویں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید بن الحارثہ سے ہوا تھا، ان کے طلاق کے بعد ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں، ۲۰ھ میں انتقال فرمایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پیشتر ازواج مطہرات میں سے انہی کا انتقال ہوا، اور یہ سب سے پہلی عورت ہیں جن کے جنازہ پر گوارہؓ رکھا گیا۔

آٹھویں حضرت جویریہؓ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ غزوہ مصلح میں قید ہوئیں تھیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی

۱۱ حضرت ام سلمہؓ کا عقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ (قرۃ العیون حصہ دوم جلد اول صفحہ ۱۰۸)

۱۲ عورت کے جنازے پر لوہے یا لکڑی کی چند پٹیوں یا لکڑیوں کو ملا کر جوڑ دیا جائے اور اس کو چارپائی پر رکھ کر اس پر چادر جنازہ والدی جائے گوارہ کھانا ہے اس کو عربی میں فسخ کہتے ہیں ۱۲

۱۳ حضرت جویریہؓ سے آپؐ کا عقد ۵ھ میں ہوا۔ قرۃ العیون حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ جلد

تھیں انھوں نے حضرت جویریہ سے بدل کتابت^{۱۱} چاہا، وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ مال کتابت کے لئے کچھ سوال کریں، یہ قبول صورت تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اس سے بہتر کام نہ کروں، یعنی مال کتابت ادا کر دوں اور تم سے عقد کر لوں، حضرت جویریہؓ راضی ہو گئیں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کتابت ادا فرما کر عقد کر لیا۔ ان کا انتقال ۵۶ھ میں ہوا۔

نویں حضرت صفیہؓ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ غزوہ خیبر میں اسیر ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور آزاد کرنا ہی ان کا مہر مقرر ہوا، اور ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ امت کے لئے آزادی کو مہربانا جائز نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا یہی مذہب ہے۔

دسویں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ خالد بن ولید اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی خالہ تھیں، ان کا عقد موضع سرف میں ہوا تھا اور وہیں ۵۱ھ میں انتقال فرمایا اور ایک روایت میں ۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، اور اخیر روایت کے اعتبار سے یہ وفات میں سب سے آخری زوجہ محترمہ ہیں۔

^{۱۱} بدل کتابت وہ مال ہے جو مالک اپنے کسی غلام سے آزاد کرنے کے عوض طلب کرے

^{۱۲} ۱۲ھ میں ہوا۔ قرۃ العین حصہ سوئم جلد اول ص ۱۲۲

ان دس ازواج مطہرات میں سے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بقیہ نو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتقال فرمایا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ان سے پیشتر ہو چکی تھی۔

گیارہویںؑ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے تیسرے سال عقد فرمایا، لیکن زندگی نے وفانہ کی اور دو تین ماہ عقد میں رہ کر راہی دار بقا ہو گئیں۔

جن سے زفاف کی نوبت نہیں آئی: سوائے ان کے ایک تعداد وہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے بعض کو نکاح میں لائے اور بعض کے متعلق خطبہ یعنی پیغام عقد دیا گیا مگر اس کی تکمیل نہ ہوئی، ان میں سے پہلی فاطمہ بنت ضحاک ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد فرمایا اور جب آیت تخییرؑ نازل ہوئی ان کو اختیار دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں یا دنیا کو اختیار کریں انھوں نے دنیا کو اختیار کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا کر دیا۔ اس کے بعد اونٹ کی بیگنیاں جمع کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میری بد نصیبی ہے کہ میں نے دنیا کو اختیار کیا۔

دوسری شراف خواہر دجیہ کلبی سے عقد فرمایا اور ہم بستی کی نوبت نہیں آئی، تیسری خولہ بنت ہزیرل ہیں اور یہ وہی ہیں جنھوں نے اپنے نفس کو بغیر مہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا، یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئیں

۱۔ ان کا لقب ام الماکین ہے۔ یہ ماکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس صفت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا ۱۲۔

۲۔ آیت تخییر وہ آیت ہے جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا تھا کہ خواہ تم اللہ کے رسول کو اختیار کرو اور یا دنیا کو (سورۃ تحریم پارہ نمبر ۲۸)

اور ایک روایت میں اپنے نفس کو بغیر مہر کے سپرد فرمانے والی ام شریک تھیں۔

چوتھی اسماء جونیہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس ان پر پہنچانا چاہا تو انھوں نے کہا اعوذ باللہ منک یعنی پناہ چاہتی ہوں تم سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفارقت فرمائی،

پانچویں عمرہ بنت یزید، چھٹی قبیلہ غفار کی ایک عورت، ساتویں عالیہ بنت طیمان ان تینوں کو قبل زحمتی طلاق دیدی گئی، آٹھویں بنت املہ ان کا قبل از قربت آنحضرت صلی علیہ وسلم انتقال ہو گیا۔

نویں ایک عورت تھیں جب آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ان سے ہب لی نفسک یعنی اپنا نفس مجھ کو دے، ارشاد فرمایا تو انھوں نے کہا کہ کوئی ریسہ یا باعصمت اپنا نفس بازاری کو دیا کرتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا فرمادیا۔

دسویں ایک عورت سے منگنی کی گئی، اس کے باپ نے اس کی صفتیں بیان کیں اور کہا کہ سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ وہ کبھی بیمار تک نہیں ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے خدا کے یہاں کوئی خیر نہیں^{۱۱} ہے، پس ترک فرمادیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کا مہر پانچ سو درہم تھے، سوائے صفیہ اور ام حبیبہ کے جن کا ذکر ہو چکا ہے، اور یہ قول اقوال صحیح میں سے ہیں۔

^{۱۱} کیونکہ کبھی کبھی بیمار ہونا یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونا مومنین کی مخصوص علامت ہے ۱۲۔

بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم آپ ہی کے نام سے تھی۔

۲۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جن کے دو لقب طیب اور طاہر تھے اور ایک روایت ہے کہ طیب اور تھے اور طاہر اور۔

اور چار صاحبزادیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا تھیں اور صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔

آپؐ کے صاحبزادوں کا انتقال بچپن ہی میں قبل از اسلام ہو گیا تھا۔ لیکن صاحبزادیوں نے زمانہ اسلام پایا، اور تمام اسلام لائیں، رضی اللہ تعالیٰ اجمعین اور تمام اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے تھی، البتہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تولد ہوئے جو سات ہی دن کے راہی دار بھا ہو گئے اور ایک قول سے سات ماہ کے ہو کر اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہو کر انتقال فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد کا انتقال آنحضرتؐ کے سامنے ہی ہو گیا تھا، سوائے فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا۔

علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد ہوا۔

حضرت زینبؓ رضی اللہ عنہا کا عقد ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن سے ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے اور لڑکپن ہی میں انتقال فرما گئے اور ایک صاحبزادی امامہ نامی ہوئیں جن کے جوان ہونے پر بعد انتقال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عقد فرمایا اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وصال ہو گیا تو مغیرہ بن نوفل ابن الحارث سے ان کا عقد ہوا جن سے ایک صاحبزادے یحییٰ نامی تولد ہوئے۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ اور حضرت محسنؓ تین فرزند اور رقیہؓ اور زینبؓ اور ام کلثومؓ تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں اور حضرت محسنؓ بچپن ہی میں انتقال فرما گئے اور حضرت رقیہؓ کا بھی بلوغ سے قبل ہی انتقال ہو گیا اور حضرت زینب کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ اور ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے اور شوہر کے سامنے ہی انتقال فرما گئیں۔

حضرت ام کلثومؓ کا عقد حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک فرزند زید نامی تولد ہوئے اور بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان کے بعد محمد بن

۱۔ ان کا انتقال ۸۔ ۵ میں ہوا ۱۲

۲۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش نصف رمضان ۳۔ ۵ میں ہوئی قرۃ العین حصہ

دوم ص ۶۶ جلد اول ۱۲

۳۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۲۔ ۵ شعبان ۴۔ ۵ میں ہوئی (قرۃ العین

حصہ دوم جلد اول ص ۶۶ (۱۲)

جعفر سے اور ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ۔

اور حضرت رقیہؓ جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبد اللہ نامی فرزند تولد ہوئے اور بچپن ہی میں داغ جدائی دے گئے ۔

اور جس روز حضرت زید بن الحارثؓ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوش خبری لیکر مدینہ طیبہ پہنچے اسی روز حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا، حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے حضرت ام کلثومؓ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، اور ان کا انتقال بھی ماہ شعبان ۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی ہو گیا ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد سے پہلے حضرت رقیہ عتبہ بن ابی لب کے عقد میں تھیں اور حضرت ام کلثوم عتبہ بن ابی لب کے عقد میں تھیں ۔

ف اوائل اسلام میں مسلمانوں اور مشرکین کی باہمی مناکحت جائز تھی بعد میں آیتؑ لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن نازل ہو گئی جس نے مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام قرار دیا اور یہی حکم ہمیشہ کے لئے باقی رہا ۔

۱۔ ان کا عقد ۳۔ ھ میں ہوا ۱۲
 ۲۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر مرد مسلمان عورتوں کے لئے اور قرآن کریم کی دوسری آیت والھن من اہل الکتاب سے معلوم ہوا کہ یہودی ، نصرانی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ان سے مسلمان مرد کا نکاح ہو سکتا ہے اگر مصالح دینیہ کے پیش نظر ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احارثؓ ۲، قثمؓ ۳، زبیرؓ ۴، حمزہؓ ۵، عباسؓ ۶، ابوطالبؓ ۷، عبد الکعبہؓ ۸، جحلؓ ۹، غیداقؓ ۱۰، ابولہبؓ ۱۱، اشیرہؓ ۱۲، یوچاؓ تھے اور صفیہؓ ۲، عائکہؓ ۳، ارادیؓ ۴، ام حکیمؓ ۵، برہؓ ۶، امیمہؓ ۷، چچہ پھوپھیاں تھیں، ان تمام میں سے صرف حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور صفیہؓ تین مشرف بالاسلام ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام

ازید ابن الحارثہ اور ان کے بیٹے ۲ اسامہ اور ۳ ثوبان اور ۴ ابو کبشہ اور یہ جنگ بدر میں موجود تھے اور جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وفات پائی اور ۵ انسہ اور ۶ شقران ایک روایت ہے کہ شقران کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں پایا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ شقران کو عبدالرحمن بن عوف سے خریدا تھا اور ۷ رباحؓ اور ۸ یسار اور ان کو قبیلہ عرینہ کے بعض باغیوں نے قتل کر دیا تھا اور ۹ ابورافعؓ ان کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا تھا انھوں نے جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آنحضرتؐ نے ان کو آزاد فرمادیا اور اپنی باندی سلمہ سے ان کا عقد فرمادیا، ان سے عبد اللہ نامی فرزند تولد ہوئے جو حضرت امیر المومنین

علی کرم اللہ وجہہ کے محرر تھے۔

۱۰ ابو موسیٰؓ اور ۱۱ فضالہؓ فضالہ کا شام میں انتقال ہوا، اور ۱۲ رافعؓ ان تمام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرمادیا، اور ۱۳ مد عم جن کو افادہ جذامیؓ نے پیش فرمایا تھا۔ یہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے، اور ۱۴ اگر کرہ ان کو ہوزہ بن علی یمانی نے پیش فرمایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی آزاد فرمایا، اور ۱۵ زید جد بلال بن یسار، اور ۱۶ عبید ۱۷ طہان اور ۱۸ بالور قبلی جن کو شاہ مقوقس نے بدیتا دیا تھا، اور ۱۹ داقدیا ابوالواقہؓ اور ۲۰ ہشام اور ۲۱ ابو ضمرہ جو مال نےؓ سے تھے، غزوہ حنین میں ان کو آزاد کر دیا اور ۲۲ ابو عیسب احمر، اور ۲۳ ابو عبید اور ۲۴ سفینہ یہ پہلے ام سلمہ کے غلام تھے، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا، اور یہ شرط لگائی کہ جب تک زندہ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ شرط نہ بھی کی جاتی تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت اختیار نہ کر سکتا تھا۔

۲۵ ابو ہند اور ۲۶ نبشہ جو اونٹوں پر حدی کہتے تھے، اور ۲۷ ابو بکرؓ یہ کل ستائیس نفر ہیں، بعض اہل سیر نے اس سے زیادہ تعداد بتلائی ہے۔

۱۲ ہذا ای ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ۱۲
 ۱۳ مال نے وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مقابل سے حاصل ہو اور اس قسم کے مال میں
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص حصہ ہوتا تھا ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سترہ باندیاں تھیں، اسلیٰ اور ام رافع، رضوی، ام امہ، ام ضمرہ، ماریہ، شیبہ، ام ایمن جس کا نام برکہ تھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی، اور چھ عورتیں (۹ تا ۱۴) بنی قریظہ کی اور ۱۵ میمونہ بنت سعد اور ۱۶ خضرہ اور ۱۷ خلیلہ۔ اور ریحانہ

خدا م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ خادم، انس بن مالک اور حارثہ کی دو لڑکیاں ۲ ہند اور ۳ اسماء، اور ۴ ربیعہ بن کعب اسلیٰ اور ۵ عبد اللہ بن مسعود، ۶ عقبہ بن عامر، اور ۷ بلال اور ۸ سعد اور ۹ ذو عمر یا ذو مخبر جو کہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے، اور ۱۰ ابیکر بن شداد لیشی اور ۱۱ ابوذر غفاری تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کرنے والے

غزوہ بدر میں اسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی فرمائی، اور غزوہ احد میں ۲ ذکوان بن عبد قیس اور ۳ محمد بن مسلمہ

انصاری نے اور غزوہ خندق میں ۴ حضرت زبیر نے اور غزوہ وادی القرئی میں ۵ عباد بن بشر اور ۶ سعد بن ابی وقاص اور ۷ ابی ایوب اور ۸ حضرت بلالؓ نے اور جب کہ آیت ^۱ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے نگہبانی اٹھادی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد

۱ عمر ابن امیہ کو نجاشی کے پاس بھیجا (نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے) جس کا نام اسمہ تھا، جس کے معنی عربی میں عطیہ اور بخشش کے ہیں، جس وقت نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کے پاس پہنچا، نامہ اقدس دونوں آنکھوں پر رکھا اور تعظیماً ”تخت سے نیچے اتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا“ ۹۔ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں انتقال ہوا، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ف یہ غائبانہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی امت کے لئے جائز نہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

اور ۲ دجیہ کلبی کو شاہ روم کے پاس جس کا نام ہرقل تھا، بھیجا اس نے دلائل سے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لی، اور اسلام لانا چاہا لیکن قوم راضی نہ ہوئی، یہ اس خوف سے کہ اگر قوم کی مرضی کے خلاف اسلام لے آیا تو سلطنت جاتی رہے گی، اسلام نہ لایا۔

اور آنحضرتؐ عبد اللہ بن حذافہ کو پرویز کے پاس بھیجا اس بے ادب نے نامہ مبارک پارہ پارہ کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کر دے گا چنانچہ بہت جلد ہی مار ڈالا گیا۔

اور آپؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا (مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کا لقب ہے) مقوقس نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ اور شیوس کنیز پیش کیں اور ایک خچر سفید دلدل نامی ہدیہ بھیجا اور ایک روایت ہے کہ ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ہدیہ بھیجے۔

اور ۵ عمر بن العاص کو جیفر اور عبد اللہ پسران جندی اعمان کے بادشاہوں کے پاس بھیجا دونوں نے اسلام قبول کیا اور عمرو کو رعایا سے زکوٰۃ لینے اور ان کے معاملات فیصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی چنانچہ عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔

اور ۶ سلیط بن عمرو کو ہودہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس بھیجا اس نے حضرت سلیط کی تعظیم کی اور خدمت اقدس میں پیغام دیا کہ جس طرف آپ مجھ کو بلا رہے ہیں مبارک چیز ہے لیکن اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں اس لئے مجھ کو امر خلافت میں کچھ تصرفات عنایت کئے جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور یہ مسلمان بھی نہ ہوا۔

اور ۷ شجاع ابن وہب کو شاہ بلقا حارث غسانی کی جانب روانہ فرمایا (بلقا شام کے علاقوں میں سے ایک شہر کا نام ہے) حارث نے نامہ مبارک کی کچھ عظمت نہ کی اور کہا کہ مع لفکر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوتا ہوں شاہ روم نے اس کو اس حرکت سے باز رکھا۔

اور ۸ مہاجر بن امیہ کو یمن میں حارث حمیری کی جانب روانہ فرمایا۔

اور ۹ علاء ابن الحضرمی کو بحرین کے بادشاہ منذر بن سادی کی جانب، یہ مسلمان ہو گیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا وہاں کے بادشاہ اور رعایا بغیر جنگ و جدل کے مسلمان ہو گئے۔

محررین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

چار آتا ۴ خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور ۵ عامر بن فہرہ اور ۶ عبد اللہ بن ارقم اور ۷ ابی بن کعب اور ۸ ثابت بن قیس بن شماس اور ۹ خالد بن سعید اور ۱۰ حنظلہ بن ربیع اور ۱۱ زید بن ثابت اور ۱۲ معاویہ اور ۱۳ شرجیل بن حسنہ، یہ تیرہ محرر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

اصحاب مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ اصحاب کہ جو زیادہ عنایت سے مخصوص تھے وہ چاروں خلفائے راشدین اور ۵ حضرت حمزہ اور ۶ حضرت جعفر اور ۷ حضرت ابوذر اور ۸ حضرت مقداد اور ۹ حضرت سلمان اور ۱۰ حضرت حذیفہ اور ۱۱ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ۱۲ حضرت عمار اور ۱۳ حضرت بلال رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔

اسمائے عشرہ مبشرہ

ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ۱۰ صحابہ کے متعلق یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ جنتی ہیں اس کے علاوہ بعض اور صحابہ کے لئے بھی یہ بشارت مذکور ہے مگر وہ اس مجلس میں نہ تھے اس لئے وہ اس شمار میں نہیں۔

آٹا م چاروں خلفاء اور ۵ حضرت سعد بن ابی وقاص اور ۶ حضرت زبیر بن العوام اور ۷ حضرت عبدالرحمان بن عوف اور ۸ طلحہ بن عبید اللہ اور ۹ ابو عبیدہ ابن الجراح اور ۱۰ سعید بن زید۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں اور مویشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ۱۰ اس گھوڑے تھے، اس عدد میں اختلاف بھی ہے، سب سے پہلے جس پر غزوہ احد میں سوار تھے اس کا رنگ کیت تھا

۱۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواء بن قیس عمار بنی سے ایک اونٹ خریدا سو وہ انکار کر گیا حضرت حمزہ بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گواہی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے کیسے گواہی دی جب کہ تم خریداری کے وقت موجود نہ تھے حضرت حمزہ نے کہا کہ آپؐ جو کچھ خدا کے یہاں سے لے کر آئے ہیں میں نے اس کی تصدیق کر لی ہے اور آپؐ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، پس میں نے آپؐ کی یہ بات بھی سچ سمجھی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمزہ تمہاری شہادت کسی معاملہ میں کافی ہے ۱۲ اسد الغابہ

لیکن پیشانی اور تین پاؤں سفید تھے اور ایک داہنا پاؤں ہم رنگ جسم تھا، اس کی فربہی مناسب جسم کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر گھوڑ دوڑ فرمائی اور بازی لے گئے اور سرور ہوئے، ۲ مرتبہ وہی گھوڑا ہے کہ خزیمہ بن ثابت نے جس کے لئے گواہی دی تھی، ۳ لازمیہ، یہ مقوقس کے ہدایا میں سے تھا، ۴ لیث یہ ربیعہ نے ہدیہ پیش کیا تھا، ۵ طرب جو فردہ جذامی نے پیش کیا تھا ۶ درد جو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا، ۷ ضریس، ۸ ملاوح، ۹ سبہ جو یمن کے تاجروں سے خریدا تھا اور تین مرتبہ اس پر دوڑ فرمائی اور دست اقدس اس کے چرے پر پھیرا اور مانت الا بحر ارشاد فرمایا، اور ۱۰ بحر قدم باز تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اور تین ۱۱ خجر، لدل نامی جو مقوقس کے ہدایہ میں سے تھا اور یہ پہلا خجر ہے کہ اسلام میں اس پر سواری ہوئی، فضہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا تھا، ایلیہ شاہ ایلیہ نے پیش کیا تھا،

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں ایک دراز ۱۲ عکوش بھی تھا جس کا نام یعفور تھا اور گائے بھینس کا ہونا سرکار والا میں ثابت نہیں ہے۔

اور بیس اونٹیاں شیردار موضع غابہ میں جو مدینہ طیبہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھیں اور ایک شیردار اونٹنی سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی، جو بنی عقیل ۱۳ کے

۱۲ دو سو گھوڑے کا نام مذکور نہیں باوجود جتو کے بعد بھی معلوم نہیں ہو سکا ۱۲
 ۱۳ چونکہ اس سے پہلے عرب میں خجر نہ ہوتے تھے غم سے یہ پہلا خجر عرب میں آیا تھا ۱۲
 ۱۴ عکوش گدھے کو کہتے ہیں، چونکہ لفظ گدھا نامعقول معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، ترجمہ
 سے ادب مانع ہے
 ۱۵ قبیلہ عقیل کے اونٹ عرب میں مشہور تھے ۱۲

موسیٰ میں سے تھے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قصویٰ نامی اونٹنی بھی تھی، اور اسی پر ہجرت فرمائی تھی، جس وقت وحی نازل ہوتی تھی سوائے قصویٰ کے کوئی چیز ان کا وزن برداشت نہیں کر سکتی تھی، اور قصویٰ کو عشاء اور جدعاء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی کے اونٹ کے ساتھ دوڑ گئی، اور اعرابی کا اونٹ بازی لے گیا، یہ بات مسلمانوں پر شاق گذری، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (محققانے حکمت) یہ لازم کر دیا ہے کہ دنیا میں جس چیز کو غالب کیا جاتا ہے اس کو کسی نہ کسی وقت مغلوب بھی کیا جاتا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں ۱۰۰ سو بکرے بکریاں بھی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اور آلات

اور سردار دو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوہ تواریس تھیں ان میں سے ایک کا نام ذوالفقار تھا جو غزوہ بدر میں بنی الحجاج کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اس

تکوار کے دونوں جانب کچھ دندانے پڑ گئے ہیں، آپ نے تعبیر یہ لی کہ مسلمانوں کو ایک گونہ ہزیمت پیش آئے گی چنانچہ غزوہ اُحد میں اس کی تعبیر واقع ہوئی۔

اور تین تکواریں قلعی اور ہتار اور صفت بنی قینقار (ایک یہودی قبیلہ) سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں، اور دو تکواریں مخزم اور رسوب تھیں اور ایک تکوار جو والد ماجد سے میراث میں پائی تھی اور تکوار مسی بہ غضب جو سعد بن عبادہ نے پیش فرمائی تھی اور ایک تکوار قضیب تھی یہ سب سے پہلی تکوار ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حائل فرمائی اور ذات اقدس کے قبضہ میں چار قبضہ نیزے تھے جن میں سے ایک کا نام ثنی تھا اور بقیہ تین نیزے بنی قینقار سے غنیمت میں دستیاب ہوئے تھے اور ایک چھوٹا نیزہ تھا جو عیدین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (بغرض سترہ) کھڑا کیا جاتا تھا اور ایک لائھی سرکج (یعنی مڑی ہوئی موٹھ) کی ایک ہاتھ لمبی تھی اور ایک نیم عصا تھا جس کو عرجون کہا جاتا تھا اور ایک پتلی چھڑی جس کا نام مشوق لیا جاتا تھا اور پانچ کمان اور ایک ترکش تھا اور ایک ڈھال تھی جس پر کرگرس کی تصویر بنی ہوئی تھی اور بطور ہدیہ آئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھ دیا وہ تصویر غائب ہو گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعل^{۱۲} اور قیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکواروں کا چاندی کا تھا اور نعل اور قیعہ کے درمیان بھی چند حلقے چاندی کے تھے قیعہ وہ چیز ہے جو قبضہ تکوار کے قریب چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور اسی طرح نعل وہ چیز ہے جو تکوار کی باریک جانب چاندی

^{۱۲} تکوار کے قبضہ کی دونوں جانب ہاتھ کو روکنے کے لئے دو ابھرے ہوئے حصے ہوتے ہیں، اوپر کے حصہ کو نعل اور نیچے کے حصہ کو قیعہ کہتے ہیں اور اردو میں ان کا نام متال اور تتال ہے یہ حصے چاندی سونے وغیرہ سے جڑے ہوتے ہیں ۱۲

وغیرہ سے بناتے ہیں۔

اور دوزر ہیں جو بنی قینقار کے ہتھیاروں سے دستیاب ہوئی تھیں ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کافضہ تھا اور ایک زرہ جو غزوہ حنین میں اپنی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔

اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی (جو انہوں نے جالوت کے قتل کے وقت اپنی تھی) بھی موجود تھی اور ایک خود تھا جس کا نام ذوالسبوغ لیا جاتا تھا اور ایک پٹکا چڑے کا تھا جس میں تین کڑے چاندی کے پڑے ہوئے تھے، جہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید رنگ کا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حسب ذیل اشیاء چھوڑیں

:-

دو عدد جبرہ (جبرہ یعنی چادر کو کہتے ہیں) اور تہبند یعنی اور دو کپڑے صحاری، اور ایک کرتا صحاری، اور ایک کرتا سحلی^۱ اور ایک جبہ یعنی، اور چادر منقش اور تین چار کوفیہ یعنی چھوٹی پست ٹوپیاں اور ایک لحاف ورس^۲ کا رنگا ہوا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑے کی تھیلی تھی جس میں آئینہ اور ہاتھی دانت کا ٹنگھا اور سرمہ دانی اور قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے اور بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چڑے کا تھا جس میں درخت کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔

اور ایک پیالہ تھا جس میں تین پترے چاندی کے لگے ہوئے تھے، اور ایک پیالہ پتھر کا تھا اور ایک برتن کانسی کا تھا جس میں مہندی اور وسہ بناتے تھے اور اس کو سراقہس پر رکھ لیتے تھے، جس سے مہندی اور وسہ جلد رنگ چھوڑ دیتے تھے اور ایک کانچ کا پیالہ بھی تھا اور برتن کانسی کا غسل کے لئے تھا اور ایک^۳ بادیا تھا اور ایک پیانہ بھی تھا، اور ایک (برتن) چوتھائی صاع کا

^۱ سحلی حول یمن کے علاقہ میں ایک مقام ہے ۱۲

^۲ جبہ ایک یعنی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں ۱۲

^۳ اصل کتاب میں آوند کا لفظ ہے جس کے معنی برتن کے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن محل بائنی یا شپ کے بڑا تھا۔

^۴ بادیا بڑے پیالے کو کہتے ہیں ۱۲

جس سے صدقہ فطر ناپ کر دیا کرتے تھے، اور انگوٹھی چاندی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور جس پر محمد رسول اللہؐ کندہ تھا موجود تھی اور ایک روایت ہے کہ انگوٹھی لوہے کی تھی اور نگینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔

اور نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو موزے سادہ پیش کئے تھے حضورؐ ان کو استعمال فرماتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیاہ کبیل تھا اور ایک عمامہ یعنی دوپٹہ تھا جس کا نام سحاب لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علاوہ استعمالی کپڑوں کے دو اور کپڑے بھی تھے جو نماز جمعہ میں استعمال فرماتے تھے اور ایک رومال تھا جس سے بعد وضو روئے انور پونچھتے تھے۔

معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، کوئی شخص قرآن کی ایک سورۃ کے مصداق پر قادر نہیں، جس میں صحیح حالات گزشتہ اور آئندہ کے بیان کئے گئے ہیں،

اور ایک ۲ شق صدر کا معجزہ ہے جس میں ملائکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ میں سینہ مبارک کو شق کر کے ایمان اور علم سے مالا مال کیا۔

اور ایک ۳ معجزہ^{۱۱} معراج کا ہے کہ جب آپ نے معراج اور بیت المقدس تشریف لے جانے کو ظاہر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی، اور بیت المقدس کے بعض ان مقامات کو جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تھی استفسار کئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرمادیا اور جو کچھ وہ سوال کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح صحیح اظہار فرماتے تھے،

اور ایک ۴ معجزہ^{۱۲} شق القمر ہے اور ایک معجزہ ۵ یہ ہے کہ قریش نے آپس میں محمد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں لیکن جس وقت حضورؐ برآمد ہوئے سب کی نظریں جھینپ گئیں اور گردنیں جھک گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر پر کھڑے ہو کر ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شَآهَتِ^{۱۳} الْوُجُوْہِ فرما کر پھینک دی جس جس شخص پر ان سنگریزوں کا اثر پہنچا وہ غزوہ بدر میں ہلاک ہوا،

اور ایک ۶ معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں ایک مٹھی خاک دشمنوں پر پھینک دی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ہزیمت نصیب فرمائی اور ایک ۷ معجزہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار^{۱۴} میں

۱۱ اصل کتاب میں لفظ امرئی ذکر کیا ہے جس کے معنی رات کو راستہ چلنے کے ہیں، چونکہ معراج میں رات ہی کو راستہ طے کیا گیا تھا اس لئے معراج ترجمہ کیا گیا ۱۲
۱۳ ایک مرتبہ کفار نے رات کے وقت آنحضرت صلی علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا چاند کے چچ سے دو حصے ہو گئے ۱۲

۱۴ معنی اس کے یہ ہیں۔ بگڑ گئے چرے ۱۲
۱۵ مراد غار حرا ہے جس میں ہجرت کے وقت حضورؐ نے قیام فرمایا تھا ۱۲

جا کر چھپے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالاتن دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے،

اور ایک ۸ معجزہ یہ ہے کہ ہجرت کے وقت سراقہ بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے۔

اور ایک ۹ معجزہ یہ ہے کہ ہرنی کا ایک بچہ جو ابھی تک جوان نہیں ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پشت پر دست مبارک پھیرنے سے دودھ دینے لگا اور ایسے ہی ۱۰ ام معبد کی بکری نے دودھ دیا حالانکہ وہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی،

اور ایک معجزہ ۱۱ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں اور رونق اسلام بنیں چنانچہ ایسا ہی ہوا،

اور ایک معجزہ ۱۲ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی چشم مبارک آشوب کر رہی تھیں آپؐ نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں ڈال دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سردی اور گرمی کا اثر ان کی آنکھ سے دور کرے فوراً ”شفایابی اور پھر کبھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوب چشم کی تکلیف پیش نہیں آئی۔

اور ایک معجزہ ۱۳ یہ ہے کہ قوادہ ابن النعمان کی آنکھ میں زخم پہنچا اور آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوب صورت اور روشن بن گئی۔

اور ایک معجزہ ۱۴ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ

بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین قرآن دانی اور فہم دین عطا فرمائے پس یہ بات ان کو حاصل ہو گئی،

اور ایک معجزہ ۱۵ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے لئے جو نہایت قلیل مقدار میں تھیں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مدارات مسماناں کی (پھر بھی) تیرہ دسق باقی رہ گئیں۔

اور ایک معجزہ ۱۶ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو سب سے پیچھے رہتا تھا آپؐ کی دعا سے سب سے آگے چلنے لگا۔

اور ایک معجزہ ۱۷ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے طویل عمر اور کثرت مال و اولاد کی دعا فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا،

اور ایک معجزہ ۱۸ یہ ہے کہ بارش کے لئے دعا فرمائی اور برابر ایک ہفتہ بارشؑ ہوتی رہی، پھر رفع بارش کے لئے دعا فرمائی فوراً بارشؑ موقوف ہو گئی،

اور ایک معجزہ ۱۹ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی لبب کی ہلاکت کے لئے آپؐ نے دعا فرمائی اس کو مقام زرقاء علاقہ شام میں شیر نے ہلاک کر دیا۔

اور ایک معجزہ ۲۰ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی، اعرابی نے کہا جو کچھ آپؐ فرماتے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی

۱۵ جمعہ کے خطبہ میں دعا فرمائی تھی اور اس وقت یہ مقدار کف دست بھی ابر آسمان پر

موجود نہ تھا ۱۲

۱۶ حالانکہ ایک ہتھیلی کے برابر آسمان نظر نہ آتا تھا ۱۲

ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہاں یہ درخت گواہ ہے، پس درخت کو بلایا، درخت سامنے آیا اور تین مرتبہ گواہی دے کر واپس چلا گیا،

ایک معجزہ ۲۱ یہ ہے کہ دو درختوں کو آپؐ نے حکم دیا کہ اکٹھے ہو جائیں، پس جمع ہو گئے،

اور ایک معجزہ ۲۲ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی آپؐ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کھجور کے چند درختوں سے کہہ دو کہ وہ جمع ہو جائیں انہوں نے درختوں سے جا کر کہا تو وہ جمع ہو گئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ ان درختوں سے کہہ دو اپنی جگہ پر واپس چلے جائیں چنانچہ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

اور ایک معجزہ ۲۳ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تھے کہ ایک درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا حضورؐ کے قریب آکر کھڑا ہو گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اصحاب نے واقعہ عرض خدمت کیا ارشاد فرمایا کہ اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میرے سلام کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی تھی۔

اور ایک معجزہ ۲۴ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائے نبوت کی شب میں پتھروں اور درختوں نے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا،

اور ایک معجزہ ۲۵ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے لئے

جب ایک منبر بنا دیا گیا تو جس ستون^۱ سے آپؐ تکیہ لگا کر پہلے خطبہ دیا کرتے تھے اس ستون سے گریہ و بکاء کی آواز سنی گئی،

اور ایک معجزہ ۲۶ یہ ہے کہ کنکریوں نے آپؐ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی اور کھانے نے بھی تسبیح پڑھی،

اور ایک معجزہ ۲۷ یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملایا، اس گوشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر کی خبر دی،

اور ایک معجزہ ۲۸ یہ ہے کہ ایک اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کے مالک اس کو گھاس کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں،

اور ایک معجزہ ۲۹ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو مفید تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضورؐ مجھ کو آزاد کر دیں اور میں بچہ کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا، اس نے کلمہ شہادت اشد ان لا الہ الا اللہ و اشد ان محمد الرسول اللہ پڑھا،

اور ایک معجزہ ۳۰ یہ ہے کہ غزوہ بدر میں آپؐ نے خبر دی کہ فلاں کافر اس جگہ مارا جائے گا اور فلاں اس جگہ، پس کوئی شخص معینہ جگہ سے متجاوز نہ ہوا اور اسی جگہ مارا گیا،

اور ایک معجزہ ۳۱ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ایک جماعت حضورؐ کی امت میں سے دریا میں کفار سے جنگ کرے گی اور ام حرام

^۱ یہ ستون کعبہ کے صحن کا تھا اور اس کا نام حنانہ تھا حنانہ گریہ و زاری کرنے والے کو کہتے ہیں، اور یہ نام بھی اسی صفت کی وجہ سے تھا ۱۲

اسی جماعت میں ہوں گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا،

اور ایک معجزہ ۳۲ یہ ہے کہ آپؐ نے خبر دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخت بلا و آزمائش پیش آئے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی بلا میں شہید ہوئے،

اور ایک معجزہ ۳۳ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ چیز پیش آئے گی کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دیں گے چنانچہ یہ صورت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئی،

اور ایک معجزہ ۳۴ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ میرا بچہ سید ہے اور عنقریب وہ دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا،

اور ایک معجزہ ۳۵ یہ ہے کہ جس رات اسود غنی کذاب (مدعی نبوت) صنعاء شہر میں جوہین کے علاقہ میں ہے مارا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل اور اس کے قاتل کی صحیح اطلاع دی،

اور ایک معجزہ ۳۶ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کے لئے فرمایا یعیس حمیدا و یقتل شہیدا یعنی زندگی عیش سے گذاریں گے اور شہید مارے جائیں گے، چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے،

اور ایک معجزہ ۳۷ یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو گیا اور کفار میں مل گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی، ارشاد فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی چنانچہ ہر دفعہ اس کو دفن کرتے تھے اور زمین اس کو باہر ڈال دیتی تھی۔

اور ایک معجزہ ۸۳ یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اس نے بہانہ لے لیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو توفیق ہی نہ ہو، اس کے بعد وہ اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا،

اور ایک معجزہ ۹۳ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے، ان بتوں پر کہ جو حوالی کعبہ میں معلق تھے ایک لکڑی سے جو دست اقدس میں تھی اشارہ کرتے جاتے تھے اور زبان مبارک سے ^۱جاء الحق و زهق الباطل فرماتے جاتے تھے اور وہ بت گرتے جاتے تھے،

اور ایک معجزہ ۴۰۲ زمان بن عضوبہ کا واقعہ ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ اس نے ایک بت کے اندر سے چند کلمات سنے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ (اے قبیلہ زمان سنو کہ تم خوش ہو گے ایک بڑی خیر ظاہر ہوئی اور بڑا شر چھپ گیا، قبیلہ مضر سے ایک نبی اللہ کا دین لے کر مبعوث ہوئے، پس تم کو چاہئے کہ گھڑے ہوئے پتھروں (بتوں) کو چھوڑ دو تاکہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو) اور دوسری مرتبہ کلمات سنے (میری سنو، میری سنو، تم ایسی خبر سنو گے جس سے جاہل رہنا مناسب نہیں یہ ایک نبی مرسل ہیں جو وحی منزل لے کر آئے ہیں، تم ان پر ایمان لاؤ، تاکہ تم بھڑکنے والی آگ سے بچے رہو، جس کے انگارے پتھروں کے ہیں) اس واقعہ سے وہ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے،

اور ایک معجزہ ۴۱۱ سواد بن قارب کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ

^۱ یعنی عذر کیا کہ میرے داہنے ہاتھ میں کچھ تکلیف وغیرہ ہے ۱۲

^۲ یعنی حق آیا اور باطل دور ہو گیا ۱۲

شخص زمانہ جاہلیت میں کاہن^۱ تھا، اور واقعات مستقبلہ کی جنات اس کو اطلاع دیا کرتے تھے، ایک جن تین رات برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دیتا رہا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے اس خبر کے موافق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے،

اور ایک معجزہ ۴۲ یہ ہے کہ ایک سو سار^۲ نے حضورؐ کی نبوت کی گواہی دی،

اور ایک معجزہ ۴۳ یہ ہے کہ غزوہ خندق میں ایک صاع جو سے ہزار آدمیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا اور کھانا پہلی اصلی مقدار سے زیادہ بچ رہا،

اور ایک معجزہ ۴۴ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسد ختم ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ رسد باقی تھی اس کو جمع فرمایا، اور اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اس کو لشکر میں تقسیم فرمایا تمام لشکر کو کافی ہوگئی،

اور ایک معجزہ ۴۵ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائیے، آپؐ نے دعا فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک تھیلی میں رکھ دیا جس قدر میں ان میں سے خرچ کرتا تھا ختم نہیں ہوتی تھیں، بہت سی مقدار راہ خدا میں خرچ کی اور ہمیشہ اسی میں سے خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا تھا، حضرت

۱۔ کاہن، جادوگر، نبوی، غیب کی باتوں کا بتانے والا ۱۲

۲۔ سو سار گروہ اور نیولے کو کہتے ہیں ۱۲

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ برکت ^{۱۱} موجود رہی، آپ ﷺ کے بعد جاتی رہی،

اور ایک معجزہ ۴۶ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ ^{۱۲} صلی ایک پیالہ ثرید ^{۱۳} سے دعوت کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار سامنے آتا تھا کہ مجھ کو بھی بلا لیں، جب وہ جماعت رخصت ہو گئی تو اس پیالے میں کچھ باقی نہیں تھا البتہ کچھ کناروں پر لگا ہوا رہ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جمع فرمایا تو وہ اک لقمہ ہوا، اس کو انگشتان مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے نام کی برکت سے کھاؤ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں اس سے سیر ہو گیا،

اور ایک معجزہ ۴۷ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، چودہ سو آدمیوں نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو وغیرہ کیا،

اور ایک معجزہ ۴۸ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں کسی قدر پانی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس میں انگشتان مبارک ڈالیں لیکن اس پیالہ میں نہ سما سکیں پس چار انگلیاں

۱۱ اس تھیلی کے متعلق خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک شعر ہے جو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے وقت آپ ﷺ نے فرمایا () للناس ہم بولنا فقد انجرب و قتل الشیخ عثمان یعنی آج سب لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ایک تھیلی کا گم ہونا دوسرے عثمان غنی کا قتل، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تھیلی خود ہی گم ہو گئی تھی نہ یہ کہ اس کی برکت ختم ہو گئی واللہ اعلم ۱۲

۱۳ اہل صفہ غریب مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جو مسجد نبوی میں مقیم تھی اور جن کے پاس رہنے کے لئے مکانات نہ تھے ۱۴

۱۵ ثرید عربی زبان میں شوربے میں نان کے بھجے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں ۱۶

اس میں رکھ کر اصحاب کو بلایا، چنانچہ ستر ۷۰ اسی ۸۰ آدمیوں نے وضو کر لیا، اور ایک معجزہ ۴۹ یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کا لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور پیاس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس قدر پانی پر ہوا جو ایک شخص کے لئے کافی ہو سکتا تھا، آپ نے ترکش سے ایک تیر مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو اس پانی میں ڈالکر ہلائیں جلائیں، پانی نے ہلانے جلانے سے اس قدر جوش مارا کہ تیس ہزار آدمیوں کا لشکر سیراب ہو گیا،

اور ایک معجزہ ۵۰ یہ ہے کہ ایک قوم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ پانی ان کے کنویں کا کھاری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور کنویں پر کھڑے ہو کر لعاب مبارک اس کنویں میں ڈال دیا اس کنویں سے آب شہیں اس قدر جاری ہوا کہ جس قدر نکالا جاتا تھا کم نہ ہوتا تھا،

اور ایک معجزہ ۵۱ یہ ہے کہ ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو جو گنجا تھا لے کر حاضر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا، اس کا سر درست ہو گیا اور اس کی بیماری جاتی رہی اہل یمامہ نے یہ واقعہ سنا تو ان میں سے ایک عورت اپنے (تندرست) بچے کو لے کر میلہ کذاب^۱ کے پاس پہنچی اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ گنجا ہو گیا اور یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی،

اور ایک معجزہ ۵۲ یہ ہے کہ حضرت عکاسہ کی تلوار غزوہ بدر میں ٹوٹ گئی

۱ میلہ عرب میں ایک شخص تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی ان کو عطا فرمادی وہ لکڑی تلوار بن گئی اور ان کے پاس رہی،

اور ایک معجزہ ۵۳ یہ ہے کہ غزوہ خندق میں ایک سخت پتھروں کی چٹان خندق کھودتے ہوئے برآمد ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہرچند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی دست مبارک کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہو گئی، صلی اللہ علیہ وسلم،

اور ایک معجزہ ۵۴ یہ ہے کہ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا آپؐ نے اس پر دست مبارک پھیر دیا، ان کا پاؤں درست ہو گیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا،

معجزات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سامنے کی گنجائش نہیں رکھتے۔

ذکر وفات شریف

بارھویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریٹھ سال کی عمر میں آفتاب رسالتؐ غروب ہو گیا، (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ)

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جن میں دوسری تاریخوں کا ذکر ہے، پچودہ روز تک بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چار شنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے، نزع مبارک کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا، اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرما رہے تھے اور زبان مبارک سے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ عَلَیْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ (یعنی اے اللہ

موت کی مشقت پہ میری امداد فرما) فرماتے جاتے تھے اور جب روح مبارک مقبوض ہوگئی حاضرین نے جسد مبارک کو چادر یعنی سے ڈھانپ دیا، ایک روایت ہے کہ یہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس موقع پر بعض اصحاب انتہائی غم کی وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ گونگے ہو گئے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دم بخود کھڑے کے کھڑے رہ گئے، جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا

وفات کے بعد لوگوں نے حجرہ مبارک کے دروازے سے ایک آواز سنی کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دیا جائے، اس لئے کہ آپ طاہر ہیں اور مطہر ہیں) اس کے بعد آواز آئی کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل ضرور دیا جائے اور پہلی آواز شیطان رجیم نے دی تھی اور میں خضر ہوں) اور خضر علیہ السلام نے اصحاب سے تعزیت ان الفاظ سے کی ان فی خلق اللہ عزاء من کل مصیبة و خلفا من کل حالک و درکامن کل ذائب فباللہ فثقوا و الیہ فارجعوا فان المصاب من حرم الثواب، جس کے معنی یہ ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا دلاسا ہیں اور ہر مرنے والے کا عوض اور بدلہ ہیں خدا پر بھروسہ کرو، اور اسی کی طرف رجوع کرو، اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو جائے“

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم مبارک کے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے یا ان کپڑوں کو نکال دیا جائے خدائے برتر نے ان پر نیند کا غلبہ فرما دیا اور کہنے والے نے

(جس کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون تھا) کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پنے ہوئے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے، اس کے بعد سب بیدار ہو گئے اور ایسا ہی کیا گیا،

اور متولی غسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دو فرزند عباس رضی اللہ عنہ یعنی حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہما اور دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران اور اسامہ رضی اللہ عنہما تھے، اور اوس انصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس وقت شکم انور پر ہاتھ پھیرا تو کوئی شے خارج نہ ہوئی، اس وقت فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم لعنک لقتطبت حیا و میتا یعنی آپ پر اللہ کی رحمت کہ آپ موت اور زندگی (دونوں حالتوں میں) پاک و صاف ہیں۔

اور جسد انور کو تین سحلی (جو علاقہ یمن میں ایک گاؤں ہے) چادروں میں کفایا گیا، جس میں کفنی اور عمامہ نہ تھا اور کوئی کپڑا سلا ہوا نہ تھا اور نماز باجماعت ادا نہ کی گئی بلکہ تنہا تنہا ہر شخص نے ادا کی، اور قبر مبارک میں چادر سرخ حضرت شقران نے بچھائی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات مبارک میں اوڑھا کرتے تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد کھودی گئی جس کو نوعہ دخام امینوں سے پانا گیا، لحد اور شق کھودنے کے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا کوئی شق کے اور کوئی بغلی کے لئے کہتا تھا، آخر اس پر اتفاق ہو گیا کہ پہلے جو شخص بھی یعنی شق بنانے والا یا بغلی

۱۱۔ یہ بھی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، اور اس لئے کہ کوئی شخص اپنے کو امامت کا اہل تصور نہ کرتا تھا ۱۲
۱۳۔ اصل کتاب میں لفظ قتیض ہے جس کے معنی موتی چادر کے لکھے ہیں ۱۲ اصح النسب
صفحہ ۵۵ جلد اول

کھودنے والا آجائے وہی رکھی جائے، چنانچہ پہلے بغلی کھودنے والا پہنچا اور بغلی ہی کھودی گئی، اور قبر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں بنائی گئی،

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی یہیں سپرد خاک ہیں،

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

عاقل [ؑ] کی التجا ہے فانی الرسول ہوں

اے بحر فیض لے خرابے حباب کی

یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر

بس یہ اخیر فصل ہے میری کتاب کی